﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 19 | جمعۃ المبارک 9/مارچ 2012ء | 15/ربیع الثانی 1433 ہجری قمری ❁ 9/امان 1391 ہجری شمسی | شمارہ 10

نوافل وتہجد

حضرت زید بن ثابت حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اے لوگو اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھا کرو۔ کیونکہ آدمی کی سب سے افضل نماز وہ ہے جو وہ گھر میں پڑھتا ہے سوائے فرض نماز کے۔

(بخاری کتاب الاعتصام)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء نہیں کہ مسیح کی وفات کو ثابت کرنے والی ایک جماعت پیدا ہو جائے۔ یہ بات تو ان مولویوں کی مخالفت کی وجہ سے درمیان آ گئی ہے۔ اصل مقصد اللہ تعالیٰ کا تو یہ ہے کہ ایک پاک دل جماعت مثل صحابہؓ کے بن جاوے۔

یاد رکھو کہ یہ جماعت اس بات کے واسطے نہیں کہ دولت اور دنیاداری ترقی کرے اور زندگی آرام سے گزرے۔ ایسے شخص سے تو خدا تعالیٰ بیزار ہے۔ چاہیے کہ صحابہؓ کی زندگی کو دیکھو، وہ زندگی سے پیار نہ کرتے تھے۔ ہر وقت مرنے کے لیے تیار تھے۔ انسان کو چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی زندگی کا ہر روز مطالعہ کرتا رہے۔ وہ تو ایسے تھے کہ بعض مر چکے تھے اور بعض مرنے کے لیے تیار بیٹھے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ایک ایسی جماعت بنائے گا جو ہر جہت میں سب پر فوقیت رکھے گی۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح کا فضل کرے گا۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر شخص اپنے نفس کا تزکیہ کرے۔

’’اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء نہیں کہ مسیح کی وفات کو ثابت کرنے والی ایک جماعت پیدا ہو جائے۔ یہ بات تو ان مولویوں کی مخالفت کی وجہ سے درمیان آ گئی ہے؛ ورنہ اس کی تو کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔ اصل مقصد اللہ تعالیٰ کا تو یہ ہے کہ ایک پاک دل جماعت مثل صحابہؓ کے بن جاوے۔ وفاتِ مسیح کا معاملہ تو جملہ معترضہ کی مانند درمیان آ گیا ہے۔ مولوی لوگوں نے خواہ مخواہ اپنی ٹانگ درمیان میں اَڑا لی۔ ان لوگوں کو مناسب نہ تھا کہ اس معاملہ میں دلیری کرتے۔ قولِ خدا، رؤیت نبی اور اجماعِ صحابہؓ، یہ تین باتیں اس کے واسطے کافی تھیں۔ ہمیں تو افسوس آتا ہے کہ اس کا ذکر ہمیں خواہ مخواہ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن ہمارا اصلی امر ابھی دیگر ہے۔ یہ تو صرف خس و خاشاک کو درمیان میں سے اُٹھایا گیا ہے۔ سوچو کہ جو شخص دنیاداری میں غرق ہے اور دین کی پروا نہیں رکھتا اگر تم لوگ بیعت کرنے کے بعد ویسے ہی رہو تو پھر تم میں اور اُس میں کیا فرق ہے؟ بعض لوگ ایسے کچے اور کمزور ہوتے ہیں کہ ان کی بیعت کی غرض بھی دنیا ہی ہوتی ہے۔ اگر بیعت کے بعد ان کی دنیاداری کے معاملات میں ذرا سا فرق آ جاوے تو پھر پیچھے قدم رکھتے ہیں۔

یاد رکھو کہ یہ جماعت اس بات کے واسطے نہیں کہ دولت اور دنیاداری ترقی کرے اور زندگی آرام سے گزرے۔ ایسے شخص سے تو خدا تعالیٰ بیزار ہے۔ چاہیے کہ صحابہؓ کی زندگی کو دیکھو، وہ زندگی سے پیار نہ کرتے تھے۔ ہر وقت مرنے کے لیے تیار تھے۔ بیعت کے معنے ہیں اپنی جان کو بیچ دینا۔ جب انسان زندگی کو وقف کر چکا تو پھر دنیا کے ذکر کو درمیان میں کیوں لاتا ہے؟ ایسا آدمی تو صرف رسمی بیعت کرتا ہے۔ وہ تو کل بھی گیا اور آج بھی گیا۔ یہاں تو صرف ایسا شخص رہ سکتا ہے جو ایمان کو درست کرنا چاہے۔ انسان کو چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی زندگی کا ہر روز مطالعہ کرتا رہے۔ وہ تو ایسے تھے کہ بعض مر چکے تھے اور بعض مرنے کے لیے تیار بیٹھے تھے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس کے سوائے بات نہیں بن سکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ کنارہ پر کھڑے ہو کر عبادت کرتے ہیں تا کہ ابتلاء دیکھ کر بھاگ جائیں وہ فائدہ نہیں حاصل کر سکتے۔

دنیا کے لوگوں کی عادت ہے کہ کوئی ذرا سی تکلیف ہو تو لمبی چوڑی دعائیں مانگنے لگتے ہیں اور آرام کے وقت خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ کیا لوگ چاہتے ہیں کہ امتحان میں سے گزرنے کے سوائے ہی خدا خوش ہو جائے۔ خدا تعالیٰ رحیم و کریم ہے، مگر سچا مومن وہ ہے جو دنیا کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر دے۔ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو ضائع نہیں کرتا۔ ابتدا میں مومن کے واسطے دنیا جہنم کا نمونہ ہو جاتی ہے۔ طرح طرح کے مصائب پیش آتے ہیں اور ڈراؤنی صورتیں ظاہر ہوتی ہیں تب وہ صبر کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ اُن کی حفاظت کرتا ہے لیکن ؎

عشق اوّل سرکش و خونی بود تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

جو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس کے لیے دو جنّت ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے ساتھ جو متفق ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ اس کو محفوظ رکھتا ہے اور اس کو حیاۃ طیّبہ حاصل ہوتی ہے۔ اس کی سب مرادیں پوری کی جاتی ہیں۔ مگر یہ بات ایمان کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

ایک شخص کے اپنے دل میں ہزار گند ہوتا ہے۔ پھر خدا پر شک لاتا ہے اور چاہتا ہے کہ مومنوں کا حصّہ مجھے بھی ملے۔ جبتک انسان پہلی زندگی کو ذبح نہ کر دے اور محسوس نہ کر لے کہ نفسِ اَمّارہ کی خواہش مر گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی عظمت دل میں بیٹھ نہ جائے تب تک مومن نہیں ہوتا۔ اگر مومن کو خاص امتیاز نہ بخشا جائے تو مومنوں کے واسطے جو وعدے ہیں وہ کیونکر پورے ہوں گے۔ لیکن جب تک دورنگی اور منافقت ہو تب تک انسان کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا (النسآء:146)

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ایک ایسی جماعت بنائے گا جو ہر جہت میں سب پر فوقیت رکھے گی۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح کا فضل کرے گا۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر شخص اپنے نفس کا تزکیہ کرے۔ ہاں کمزوری میں اللہ تعالیٰ معاف کرتا ہے۔ جو شخص کمزور ہے اور ہاتھ اُٹھاتا ہے کہ کوئی اس کو پکڑے اور اُٹھائے، اُس کو اُٹھایا جائے گا۔ مگر مومن کو چاہیے کہ اپنی حالت پر فارغ نہ بیٹھے، اس سے خدا راضی نہیں ہے۔ ہر طرح سے کوشش کرنی چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے راضی کرنے کے جو سامان ہیں وہ سب مہیا کیے جائیں‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 503 تا 505۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

جماعت احمدیہ کا آغاز، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی، دیگر مسلمانوں کے مقابل پر جماعت احمدیہ کے مخصوص عقائد اور احمدیت کی غرض وغایت

(تحریر فرمودہ: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ)

(دوسری قسط)

نبوت کا دعویٰ

حضرت مسیح موعودؑ کا چوتھا دعویٰ ظلّی نبوت کا تھا یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اور آپ کے لائے ہوئے دین کی خدمت کے لئے آپ کے ظل اور بروز ہونے کی حیثیت میں نبوت کی خلعت پہنائی ہے۔ یہ دعویٰ بھی چونکہ موجود الوقت مسلمانوں کے معروف عقیدہ کے سخت خلاف تھا اور وہ مقدس بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند قرار دیتے تھے اس لئے اس دعویٰ پر بھی مخالفت کا بہت شور برپا ہوا اور آپ کے مخالفوں نے اسے ایک آڑ بنا کر آپ کو نعوذ باللہ اسلام کا دشمن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو مٹانے والا قرار دیا اور اب تک بھی آپ کا یہ دعویٰ مسلمانوں میں سب سے زیادہ ہیجان پیدا کرنے والا ثابت ہو رہا ہے۔ مگر یہ سب شور وغوغا محض جہالت اور تعصب کی بنا پر ہے ورنہ غور کیا جائے تو حضرت مسیح موعودؑ کے اس دعویٰ میں کوئی بات قرآن وحدیث کے خلاف نہیں بلکہ اس سے اسلام کی اکملیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی بلندی کا ثبوت ملتا ہے۔

دراصل اس معاملہ میں سارا دھوکا اس بات سے لگا ہے کہ بدقسمتی سے یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ ہر نبی کے لئے نئی شریعت کا لانا ضروری ہے یا کم ازکم یہ کہ ہر نبی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ سابقہ نبی کے روحانی فیض سے آزاد ہو کر براہ راست نبوت کا انعام حاصل کرے۔ اور نبوت کی اس تعریف کو مان کر واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کا دروازہ کھلا رکھنا نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے منافی ہے بلکہ اس سے اسلام کی اکملیت پر بھی سخت زد پڑتی ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب میں دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے نبوت کی یہ تعریف ہرگز درست نہیں اور قرآن وحدیث دونوں اسے سختی کے ساتھ ردّ کرتے ہیں۔ اس کے مقابلہ پر نبی کی جو تعریف اسلامی تعلیم کی رو سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص خدا تعالیٰ سے وحی پا کر دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہو اور ایسے روحانی مقام پر پہنچ جاوے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کثرت سے کلام کرے اور اسے غیب کے امور پر کثرت کے ساتھ اطلاع دی جاوے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

''یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحبِ شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک اُمّتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا بالخصوص اس حالت میں کہ وہ اُمّتی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد21 صفحہ 306)

اس تشریح کے ہوتے ہوئے جو قرآنی تعلیم کے عین مطابق ہے یہ اعتراض بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ نبوت کا دروازہ کھلا ماننے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک لازم آتی ہے یا یہ کہ اس سے قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دینا پڑتا ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ ایسی نبوت کو جاری ماننے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی بلندی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ وہی افسر بڑا ہوتا ہے جس کے ماتحت بڑے ہوں اور وہی شخص زیادہ کامل سمجھا جاتا ہے جس کا فیضان زیادہ وسیع ہو اور اس کی پیروی انسان کو اعلیٰ سے اعلیٰ انعامات کا حقدار بنا سکے۔ بے شک اگر حضرت مسیح موعودؑ یہ دعویٰ فرماتے کہ میرے آنے سے قرآنی شریعت منسوخ ہو گئی ہے یا یہ اعلان فرماتے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے باہر ہو کر براہ راست نبوت کا انعام پایا ہے تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی کسر شان سمجھی جا سکتی تھی مگر جبکہ یہ دعویٰ ہی نہیں بلکہ دعویٰ صرف اس قدر ہے کہ مجھے خدا نے اسلام کی خدمت کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کی برکت سے اور آپ کی اتباع اور غلامی میں نبوت کا منصب عطا کیا ہے تو ہر دانا شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ عقیدہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بڑھانے والا ہے نہ کہ کم کرنے والا۔

باقی رہا یہ اعتراض کہ قرآن وحدیث نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کلّی طور پر بند کیا ہے اس لئے خواہ اس میں اسلام کی عزت ہو یا ہتک ہم بہر حال اس عقیدہ کے پابند ہیں تو اس کا یہ جواب ہے کہ یہ ہرگز درست نہیں کہ قرآن وحدیث نبوت کے دروازہ کو من کل الوجوہ بند کرتے ہیں بلکہ غور کیا جاوے تو جو دلیلیں نبوت کے بند ہونے کی قرآن وحدیث سے دی جاتی ہیں وہی اسے کھلا ثابت کرتی ہیں۔

مثلاً کہا جاتا ہے کہ قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ''خاتم النبیین'' قرار دیا گیا ہے اور خاتم النبیین کے معنے آخری نبی کے ہیں اس لئے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ لیکن غور کیا جاوے تو اسی دلیل سے نبوت کا دروازہ کھلا ثابت ہوتا ہے وہ اس طرح کہ عربی لغت اور محاورہ کی رو سے ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی کے ہرگز نہیں بلکہ نبیوں کی مُہر کے ہیں کیونکہ ''خاتَم'' کا لفظ جو ''ت'' کی فتح سے ہے اس کے معنے عربی میں ایسی مہر کے ہوتے ہیں جو تصدیق وغیرہ کی غرض سے کسی دستاویز پر لگائی جاتی ہے۔ پس نبیوں کی مُہر سے یہ مراد ہوا کہ آئندہ کوئی شخص جس کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیقی مہر نہ ہو خدائی دربار سے کوئی روحانی انعام حاصل نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر یہ مُہر اسے حاصل ہو جائے تو عام انعامات تو درکنار نبوت کا انعام بھی انسان کو مل سکتا ہے۔ پس یہی آیت جسے غلط صورت دے کر نبوت کے دروازہ کو بند کرنے والا قرار دے لیا گیا ہے درحقیقت نبوت کے دروازہ کو کھول رہی ہے۔

اسی طرح حدیث میں جو یہ الفاظ آتے ہیں کہ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ اب نبوت کا دروازہ کلّی طور پر بند ہے حالانکہ اس سے صرف یہ مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شریعت والی نبوت کا دروازہ بند ہے کیونکہ وہی ایسی نبوت ہے جس کے متعلق ''بعد'' کا لفظ استعمال ہو سکتا ہے ورنہ ظلی نبوت اور تابع نبوت تو دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہی کا حصہ ہے اور اس کے اندر شامل ہے نہ کہ اس کے بعد۔ خوب غور کرو کہ بعد میں آنے والی چیز اسی کو کہا جاتا ہے کہ جو سابقہ چیز کے اٹھ جانے یا ختم ہو جانے کے بعد آئے لیکن جو چیز سابقہ سلسلہ کے اندر ہی پروئی ہوئی ہو اور اس کا حصہ بن کر آئے اس کے متعلق بعد کا لفظ نہیں بولا جا سکتا۔ پس اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ''میرے بعد'' کوئی نبی نہیں ہو گا صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہاں ایسا نبی مراد ہے جو آپ کی شریعت کو منسوخ کر کے ایک نئے دور کا آغاز کرنے والا ہو۔ الغرض جن قرآنی آیات اور احادیث سے نبوت کے بند کرنے کی تائید میں سہارا ڈھونڈا جاتا ہے وہی نبوت کے دروازہ کو کھلا ثابت کرتی ہیں۔

مگر حضرت مسیح موعودؑ نے صرف منفی قسم کے دلائل سے ہی اپنے دعویٰ کو قائم نہیں کیا بلکہ متعدد قرآنی آیات اور احادیث سے اس بات کو ثابت کیا کہ بے شک شریعت والی نبوت اور مستقل نبوت کا دروازہ تو ضرور بند ہے مگر ظلی اور غیر تشریعی نبوت کا دروازہ بند نہیں بلکہ یہ دروازہ قیامت تک کھلا ہے اور اس کے کھلا رہنے میں ہی اسلام کی زندگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا اظہار ہے۔ مثلاً حضرت مسیح موعودؑ نے ثابت کیا کہ ایک طرف تو قرآن شریف مسلمانوں کو یہ دعا سکھاتا ہے کہ تم مجھ سے ان تمام روحانی انعامات کے حصول کے لئے دعا کیا کرو جو پہلی اُمّتوں پر ہوتے رہے ہیں۔ (الفاتحہ: 6-7) اور دوسری طرف قرآن شریف یہ بتاتا ہے کہ نبوت خدا کے ان اعلیٰ ترین انعاموں میں سے ہے جو پہلے لوگوں کو ملتے رہے ہیں۔ (النساء: 70) پس ایک طرف ہر قسم کے انعاموں کے مانگنے کی دعا سکھانا اور دوسری طرف یہ بتانا کہ انعام سے نبوت وغیرہ کے انعامات مراد ہیں صاف ظاہر کرتا ہے کہ اسلام میں نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ ورنہ نعوذ باللہ یہ ماننا پڑے گا کہ خدا نے ایک طرف تو سوال کرنا سکھایا اور دوسری طرف ساتھ ہی یہ اعلان کر دیا کہ اس سوال کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث میں آنے والے مسیح کو نبی کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ (بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول الله ''واذکر فی الکتاب مریم'' اورمسلم کتاب الفتن و اشراط الساعة باب ذکر الدجال اور ابوداؤد کتاب الملاحم باب امارات الساعة)

اور جب یہ ثابت ہے کہ آنے والا مسیح گزرے ہوئے مسیح سے جدا ہے تو لامحالہ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ الغرض حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کے مسئلہ کے متعلق اپنی کتب میں نہایت سیر کُن بحث فرمائی ہے اور اس ذیل میں مندرجہ ذیل امور پر زبردست روشنی ڈالی ہے:۔

(1) یہ کہ نبوت کے جو معنی موجود الوقت مسلمانوں میں سمجھے گئے ہیں یعنی یہ کہ نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لائے یا کم ازکم یہ کہ کسی سابقہ نبی سے فیض یافتہ نہ ہو، یہ درست نہیں۔ بلکہ نبوت سے مراد ایسا مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہے جو کامل اور مصفّٰی ہونے کے علاوہ کثرت کے ساتھ غیب کی خبروں پر مشتمل ہو۔ پس ایک شخص نئی شریعت کے لانے کے بغیر سابقہ نبی کے فیض سے اور اس کی اتباع میں ہو کر نبوت کا انعام حاصل کر سکتا ہے مگر بہر حال یہ ضروری ہے کہ اسے خدا کی طرف سے نبی کا نام دیا جاوے۔

(2) یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے یہ مراد نہیں کہ آپ آخری نبی ہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں اور اب آپ کی تصدیقی مہر کے بغیر کسی نئے یا پرانے نبی کی نبوت تسلیم نہیں کی جا سکتی۔

(3) یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ 'میرے بعد کوئی نبی نہیں' اس سے یہ مراد ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میرے دورِ نبوت کو قطع کر کے ایک نئے دور کا آغاز کرنے والا ہو۔

(4) یہ کہ امت محمدیہ کا مسیح موعود خدا کا ایک برگزیدہ نبی ہے جسے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی متعدد احادیث میں نبی کے نام سے یاد کیا ہے۔ مگر اس کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے تابع اور اسی کی ظل ہے نہ کہ آزاد اور مستقل نبوت۔

(5) یہ کہ ایسی نبوت کا دروازہ کھلا ماننے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں بلکہ اس میں آپ کی شان کی بلندی کا اظہار ہے کیونکہ اس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اس قدر بلند اور ارفع ہے کہ آپ کے خادم نبوت کے مقام کو پہنچ سکتے ہیں اور یہ کہ آپ روحانی مملکت کے صرف بادشاہ ہی نہیں بلکہ شاہنشاہ اور بادشاہوں کے بادشاہ ہیں۔

(6) اسی ذیل میں آپ نے یہ بھی ثابت کیا کہ گو موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کا یہ عام عقیدہ ہو رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کلّی طور پر بند ہے مگر صحابہ کا یہ عقیدہ نہیں تھا اور صحابہ کے بعد بھی کئی مسلمان اولیاء اور بزرگ ایسے گزرے ہیں جو غیر تشریعی نبوت کے دروازہ کو کھلا مانتے رہے ہیں مثلاً حضرت محی الدین ابن عربی۔ امام عبدالوہاب صاحب شعرانی۔ حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب دہلوی۔ حضرت شیخ احمد صاحب سرہندی مجدد الف ثانی۔ علامہ محدث ملا علی قاری۔ امام محمد طاہر صاحب گجراتی وغیرھم نبوت کے دروازہ کو کلی طور پر بند خیال نہیں کرتے تھے۔

(7) آپ نے اپنے مخالفین کو ملزم کرنے کے لئے یہ بھی ثابت کیا کہ موجود الوقت مسلمانوں کا جو یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور وہی آخری زمانہ میں دنیا میں نازل ہوں گے اس سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک گونہ نبوت کا دروازہ کھلا قرار پاتا ہے۔ کیونکہ خواہ حضرت مسیح ناصری نے نبوت کا انعام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پایا تھا مگر جب ان کی دوسری آمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہو گی تو بہر حال اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی کا وجود مان لیا گیا۔ مگر آپ نے بتایا کہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے کسی فرد کا نبوت کے انعام کو پانا آپ کے لئے باعث عزت ہے وہاں ایک سابقہ نبی کا آپ کے بعد آپ کی اُمّت کی اصلاح کے لئے دوبارہ مبعوث ہو کر آنا یقیناً آپ کے لئے باعث عزت نہیں بلکہ ہتک اور غیرت کا باعث ہے۔

(8) آپ نے عقلی طور پر بھی ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے سلسلہ کا بند ہو جانا یہ معنے رکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت خدا کے انعاموں کو وسیع کرنے والی نہیں بلکہ تنگ کرنے

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر186

عہدِ خلافت خامسہ میں عربی زبان میں کتب اور تراجم کی اشاعت (5)

گزشتہ چار قسطوں میں ہم نے عہدِ خلافتِ خامسہ میں عربی زبان میں مختلف کتب اور تراجم کی اشاعت کے کام کا ذکر کیا تھا۔اس قسط میں باقی عربی کتب اور تراجم کی اشاعت کی تفصیل اور مختصر تعارف پیش کیا جائے گا۔

خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کتاب الہام،عقل،علم اورسچائی کا عربی ترجمہ

الوحی العقلانیةو المعرفة و الحق

اس کتاب کے ترجمہ کی سعادت بھی مصطفیٰ ثابت صاحب مرحوم کوملی۔وہ اس بارہ میں بیان کرتے ہیں کہ:

جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کتاب (Revelation, Rationality, Knowledge & Truth) چھپی تو میرے دل میں اس کا عربی ترجمہ کرنے کی شدید خواہش پیدا ہوئی۔اور مجھے دل ہی دل میں یہ خدشہ بھی دامنگیر ہوا کہ اگر مَیں نے جلدی نہ کی تو شاید کوئی اور اس کا عربی ترجمہ کرنے میں مجھ سے سبقت لے جائے گا۔لہذا مَیں نے پہلی فرصت میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے اس کے عربی ترجمہ کی اجازت لے لی۔ حضور انور نے نہ صرف اجازت مرحمت فرمائی بلکہ دعا بھی کی۔مَیں نے یہ کتاب ابھی تک نہ پڑھی تھی۔ جب ترجمہ شروع کیا تو بے اختیار میرے منہ سے نکلا کہ یہ مَیں کیا کر بیٹھا۔مَیں اس کتاب کے مضامین، اس کی فلسفیانہ اصطلاحات اور اس طرح کی اعلیٰ درجہ کی فصیح و بلیغ انگریزی سے نابلد تھا۔ ہر پیرا اور ہر سطر اور ہر لفظ پر مجھے رک کر کئی ڈکشنریاں دیکھنی پڑتی تھیں۔مَیں نے کہا کہ خدایا اب کیا کروں؟ کیا مَیں دوبارہ خلیفۂ وقت کے پاس جاؤں اور عرض کروں کہ یہ میرے بس کی بات نہیں۔ یہ بھی ادب کے خلاف ہے۔لہٰذا اب میری مدد فرما۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا کچھ ایسا فضل ہوا کہ بعض اوقات میں ایک دن میں دس صفحات کا ترجمہ کر لیتا تھا۔اب مَیں یہ ترجمہ پڑھتا ہوں تو مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ مَیں نے کیا ہے۔اس حوالے سے مَیں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جب کسی کام کے بارہ میں خلیفۂ وقت کا ارشاد، آپ کا مشورہ اور دعا شامل ہوجاتی ہے تو اس میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر آسانیاں پیدا فرما دیتا ہے۔ اس لئے احباب جماعت کو چاہئے کہ اپنی نیک مہمات میں ہمیشہ خلیفۂ وقت سے دعائیں لیں تا کہ برکت پڑے اور آسانیاں پیدا ہوجائیں'۔

یہ کتاب ابھی مختلف مراحل سے گزر رہی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات ہوگئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی خلافت کے شروع میں اس کتاب کو فائنل کر کے شائع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ 2004ء میں یہ کتاب چھپ گئی۔

الأزہر کے لئے وثیقہ کی تیاری

”الجماعة الإسلامية الأحمدية، عقائد، مفاهيم و نبذة تعريفية“

2004ء کے آخر میں جماعت احمدیہ کبابیر کے ایک قدیم مخلص احمدی مکرم ابراہیم اسعد عودہ صاحب کو مصر کے شہر اسکندریہ میں کسی موضوع پر لیکچر کے لئے بلایا گیا۔انہوں نے وہاں پر شیخ الأزہر محمد سید الطنطاوی سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا تو منتظمین نے اس ملاقات کا انتظام کر دیا۔شیخ الأزہر سے ملاقات کے دوران ابراہیم اسعد عودہ صاحب نے انہیں جماعت کا تعارف کروایا اوران سے کہا کہ اگر آپ پسند فرمائیں تو مختلف استفسارات کے جوابات دینے اوراپنے عقائد کے بارہ میں غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے جماعت کا ایک وفد بھی آپ کے پاس بھیجا جا سکتا ہے۔ شیخ الأزہر نے رضامندی کا اظہار کیا۔ چنانچہ حضور انور سے اجازت اور راہنمائی میں ایک وفد تشکیل دیا گیا جو مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل تھا: مکرم محمد شریف عودہ صاحب (رئیس الوفد) مکرم عبداللہ اسعد عودہ صاحب، مکرم ابراہیم اسعد عودہ صاحب از کبابیر اور مکرم محمد منیر ادلبی صاحب از شام۔اس وفد نے فروری 2005ء میں مصر میں شیخ الأزہر سے ملاقات کی۔ انہوں نے بڑی گرمجوشی سے اس وفد کا استقبال کیا اور بلاوجہ تکفیر کے فتاوی صادر کرنے کی بیماری کی سخت مذمت کی۔ اس کے بعد انہوں نے اس وفد کو مجمع البحوث کے سربراہ شیخ فوزی زفزاف کے ساتھ ملنے کو کہا جنہوں نے یہ وعدہ کیا کہ اگر آپ ہمیں جماعت کی کتب فراہم کریں تو ہم نئے سرے سے پڑھ کر کسی نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ چنانچہ انہیں کچھ کتب بھی مہیا کر دیں۔اس دفعہ بھی ان کی طرف سے بہت گرمجوشی سے استقبال کیا گیا اور بڑی آؤ بھگت کی گئی۔

مکرم شریف عودہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہم شیخ فوزی زفزاف کے گھر کے برآمدے میں بیٹھے تھے جب انہوں نے کہا: آج جماعت احمدیہ کے علاوہ اسلام کی خدمت کرنے والی کوئی جماعت نہیں ہے۔ لیکن شاید یہ حق بات علی الاعلان کہنے کی جرأت ان میں نہ تھی۔

اس کے بعد الأزہر کی طرف سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ انہیں کتابی شکل میں جماعت کے عقائد لکھ کر دیئے جائیں۔چنانچہ یہ کتاب تیار کرنے کی تجویز حضور انور کی خدمت میں منظوری کے لئے پیش ہوئی تو حضور انور نے فرمایا: ”کرلیں،ان پر تو شاید کوئی اثر نہ ہو، ہاں اسی بہانے ایک کتاب بن جائے گی“۔

چنانچہ اس کے نتیجہ میں مکرم عبد المومن طاہر صاحب نے مکرم تمیم ابودقہ صاحب سے مل کر یہ کتاب تیار کی جس کا نام ہے:”الجماعة الإسلامية الأحمدية، عقائد، مفاهيم و نبذة تعريفية“۔اس کتاب میں جماعت کے عقائد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے حوالے سے بیان ہوئے ہیں۔

یہ کتاب اپریل 2005ء میں چھپی اور الأزہر کو پیش کی گئی لیکن بجائے اس کے کہ اس پر کوئی معقول ردّعمل ظاہر کیا جاتا الأزہر والوں نے مزید مطالبے شروع کر دیئے مثلاً یہ کہ ہمیں فلاں اخبار اور فلاں مجلّہ اور فلاں کتاب چاہئے۔ حالانکہ انہیں قبل ازیں جملہ کتب کی سی ڈیز (CD) اور بعض مطبوعہ کتب دے دی تھیں نیز مرکزی ویب سائٹ کا ایڈریس بتادیا تھا کہ وہاں پر ہمارا تمام لٹریچر موجود ہے۔ بالآخر ساری کوششوں کا نتیجہ وہی ہوا جو حضور انور نے فرمایا تھا کہ ان پر تو کوئی اثر نہ ہوا، لیکن اسی بہانے کتاب بن گئی جسے اب جماعت احمدیہ کے تعارف اور تبلیغی غرض سے احمدی احباب بکثرت استعمال کرتے ہیں۔

حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ

حضرت خلیفۃ المسیح الأوّل رضی اللہ عنہ کی سیرت وسوانح پر مشتمل یہ کتاب حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کی انگریزی زبان میں تالیف ہے۔صد سالہ خلافت جوبلی کے موقعہ پر ہونے والے اہم علمی کاموں میں مختلف کتب کے متعدد زبانوں میں تراجم کا کام بھی تھا۔اس ضمن میں اس کتاب کے عربی ترجمہ کی تجویز بھی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش ہوئی۔محترم منیر الدین شمس صاحب ایڈیشنل وکیل التصنیف نے اس کے ترجمہ کے لئے مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کا نام حضور انور کی خدمت میں پیش کیا جسے حضور انور نے قبول فرمایا اور یوں یہ کام 2005 میں مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کے سپرد ہوگیا۔

محترم مصطفیٰ ثابت صاحب نے اس پر کام شروع کیا ہی تھا کہ انہی دنوں میں عیسائی پادری زکریا بطرس نے اسلام پر حملہ کر دیا اور حضور انور نے مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کو اس پادری کے الزامات کا جواب دینے کی ہدایت فرمائی، لہذا ثابت صاحب کچھ عرصہ کے لئے اس کام میں مصروف ہو گئے، لیکن ساتھ ساتھ ترجمہ کا کام بھی جاری رہا۔ بہرحال 2007ء میں اس کا ترجمہ مکمل ہوگیا اور اسی سال میں ہی یہ کتاب چھپ گئی۔

أَجْوِبَة عَنِ الْإِيْمَان

عیسائی پادری زکریا بطرس کی اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بدزبانیوں کے ردّ میں مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب نے تیس تیس ٹی وی پروگرامز کی دو سیریز ریکارڈ کیں اور اس کا ٹیکسٹ بھی ویب سائٹ پر ڈال دیا۔ یہ سیریز بہت مقبول ہوئیں۔ازاں بعد 2007ء میں ان کو مصر سے دو جلدوں میں شائع کر دیا گیا۔

حیاتِ نُور کا عربی ترجمہ

خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے موقعہ پر ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عربی ڈیسک کو حیاتِ نور کے ترجمہ کا بھی ارشاد فرمایا۔اس کا ترجمہ مکرم عبدالمجید عامر صاحب اور خاکسار (محمد طاہر ندیم) کے سپرد ہوا جو بفضلہٖ تعالیٰ وقت پر مکمل ہوگیا اور یہ کتاب 2008ء میں چھپ گئی۔

روحانی خزائن کے ترجمہ کا کام

روحانی خزائن کی کچھ کتب کا عربی ترجمہ کئی سالوں سے ہو چکا تھا، 'کشتی نوح' اور 'اسلامی اصول کی فلاسفی' کا ترجمہ حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔جبکہ 'مسیح ہندوستان میں' کا ترجمہ مکرم ملک مبارک احمد صاحب نے کیا تھا۔ اسی طرح 'رسالہ الوصیت' کا ترجمہ بھی اسی عرصہ میں ہوا تھا۔ان چاروں کتب کے ترجمہ کی نظر ثانی کا کام عربک ڈیسک میں ہوا جن میں سے 'مسیح ہندوستان میں' کا نظر ثانی شدہ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے عہد مبارک میں 2002ء میں چھپا۔ جبکہ رسالہ 'الوصیت' کا ترجمہ نظر ثانی ہو کر 2005ء میں اور 'اسلامی اصول کی فلاسفی' کا ترجمہ 2011ء میں جبکہ کشتی نوح کے ترجمہ کی نظر ثانی کا کام مکمل ہو کر اشاعت کے لئے تیاری ہو چکی ہے اور وہ اس سال (2012ء میں) چھپ جائے گا۔انشاءاللہ

مکرم عبدالمجید عامر صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

جب حضور کی کتاب تذکرۃ الشہادتین کے عربی حصہ کی اشاعت کا کام شروع ہوا تو مجھے خیال آیا کہ عربی حصہ کے ساتھ اس کتاب کا اردو حصہ بھی ہے جس میں حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف شہید اور حضرت عبدالرحمٰن شہید صاحب کی شہادت کے تفصیلی واقعات کا ذکر ہے جو عربی حصہ میں نہیں ہے لہذا اگر اس حصہ کا بھی عربی ترجمہ ہو جائے تو بہت مفید ہوگا۔ چنانچہ حضور انور کی اجازت کے بعد یہ ترجمہ مکمل کرنے کی توفیق ملی۔

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی کتاب ”احمدیت یعنی حقیقی اسلام“ اور ”اسلام میں اختلافات کا آغاز“ کا ترجمہ کرنے کی بھی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ان کتب کا ترجمہ جب خاکسار نے نومبر 2009ء میں حضور انور کی خدمت میں پیش کیا تو حضور انور نے فرمایا آپ حقیقۃ الوحی کا ترجمہ کریں۔ چنانچہ مَیں نے اس کا ترجمہ شروع کیا اور حضور انور کی خاص دعا اور توجہ تھی کہ مَیں نے تقریباً ساڑھے تین ماہ میں اس کا ترجمہ مکمل کر لیا۔اور جب اس کی رپورٹ حضور انور کی خدمت میں پیش کی گئی تو حضور کی اجازت سے ”نزول المسیح“ کا عربی ترجمہ کیا گیا۔ اس کے بعد ”تریاق القلوب“ کا ترجمہ کیا اور یوں بفضلہٖ تعالیٰ روحانی خزائن میں موجود باقی کتب کا ترجمہ ہونے لگا۔

حضور انور کی خصوصی توجہ اور ہدایت کے مطابق عربک ڈیسک کے دیگر ممبران کو بھی اس سعادت میں حصہ لینے کا شرف حاصل ہوا اور مکرم محمد احمد نعیم صاحب کو بھی روحانی خزائن میں سے چند بڑی اور چھوٹی کتب کا ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، اسی طرح اس خاکسار (محمد طاہر ندیم) کو بھی اللہ تعالیٰ نے روحانی خزائن کی بعض چھوٹی کتب کے ترجمہ کی سعادت عطا فرمائی ہے۔فالحمدللہ علی ذلک۔

مکرم عبد المجید عامر صاحب کے کئے ہوئے تراجم میں سے حقیقۃ الوحی، نزول المسیح و اعجاز احمدی چھپ چکی ہے جبکہ روحانی خزائن جلد 3 (جس میں توضیح مرام، فتح اسلام اور ازالہ اوہام شامل ہیں) چھپنے کے لئے تیار ہے۔

باقی کتب کے تراجم نظر ثانی اور تیاری کے مختلف مراحل سے گزر رہے ہیں۔ان کتب کے نام یہ ہیں: براہین احمدیہ ہر چہار حصص، براہین احمدیہ حصہ پنجم،

تریاق القلوب، آئینہ کمالات اسلام، الحق مباحثہ دہلی، الحق مباحثہ لدھیانہ، جنگ مقدس، شہادت القرآن، برکات الدعاء، اظہار الحق، حجۃ الاسلام، کشف الغطاء، تحفہ غزنویہ، ستارہ قیصریہ، روئیداد جلسہ دعا، ایک عیسائی کے تین سوال اوران کے جوابات، لیکچر سیالکوٹ، لیکچر لدھیانہ، لیکچر لاہور، احمدی اور غیر احمدی میں فرق، عصمت انبیاء علیہم السلام، گناہ سے نجات کس طرح حاصل ہوسکتی ہے، نسیم دعوت، سناتن دھرم، تحفۃ الندوہ، ریویو بر مباحثہ بٹالوی وچکڑالوی، قادیان کے آریہ اور ہم، چشمہ مسیحی۔ جبکہ چشمہ معرفت کا ترجمہ ہورہاہے۔

مکرم محمد احمد نعیم صاحب کے تراجم میں سے ''گورنمنٹ انگریزی اور جہاد'' کا ترجمہ ویب سائٹ پرڈال دیا گیا ہے اورشائع ہونے کے لئے تیاری کے مراحل میں ہے۔ اسی طرح 'انجام آتھم' کا ترجمہ بھی اشاعت کے لئے تیاری کے آخری مراحل میں ہے۔ علاوہ ازیں باقی کتب کے تراجم نظر ثانی اور تیاری کے مختلف مراحل سے گزر رہے ہیں۔ ان کتب کے نام یہ ہیں: اربعین، نور القرآن، استفتاء اردو، تجلیات الٰہیہ، دافع البلاء، حجۃ اللہ، تحفہ قیصریہ، سراج منیر، محمود کی آمین، ایک عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، انوار الاسلام، آریہ دھرم، ست بچن، حقیقۃ المہدی (اردو حصہ)، ضیاء الحق، رسالہ معیار المذاہب۔

جبکہ مکرم نعیم صاحب آج کل 'ایام الصلح' اور 'تحفہ گولڑویہ' کا ترجمہ کررہے ہیں۔

خاکسار (محمد طاہر ندیم) کو بھی روحانی خزائن کی بعض کتب کے ترجمہ کی سعادت ملی ہے۔ ان میں سے ''ضرورۃ الامام'' تیار ہے اوراشاعت کے لئے ارسال کی جارہی ہے جبکہ باقی کتب کا ترجمہ نظر ثانی کے مراحل سے گزر رہاہے۔ ان کے نام یہ ہیں: راز حقیقت، سبز اشتہار، نشان آسمانی، آسمانی فیصلہ۔

اب روحانی خزائن میں سے چندایک کتب ہی باقی ہیں جن کا ترجمہ بفضلہٖ تعالیٰ اس سال میں مکمل ہوجائے گا۔ انشاءاللہ۔

روحانی خزائن کے ترجمہ پرایک تبصرہ

مکرم ہانی طاہر صاحب اس ٹیم میں شامل ہیں جو عربی ترجمہ کی نظر ثانی کا کام کرتی ہے۔ خاکسار کی درخواست پرانہوں نے ان تراجم کے بارہ میں جونوٹ لکھا اس کا خلاصہ یہاں درج کیا جاتاہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

ایک بہت بڑے شاعر کے بارہ میں آتاہے کہ جب اسلام لانے کے بعداس سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے شعر کہنا کیوں چھوڑ دیئے ہیں تو اس نے جواب دیا کہ کیا قرآن کریم کے نزول کے بعد بھی شعر کہنے کا کوئی جواز ہے؟ کیونکہ قرآن کریم تمام خیروں اور محاسن کا جامع ہے اور اس کا کلام ہرقسم کی شعری بلاغت سے اعلیٰ وارفع ہے، لہٰذا قرآن کریم پڑھنے کے بعداب وہ کس مضمون کے بارہ میں شعر کہے؟

مَیں اکثر مختلف موضوعات پر مضامین لکھتاہوں لیکن جب بھی حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی کوئی کتاب ترجمہ ہوتی ہے تو اسے پڑھ کر میرے اندر حضرت مسیح موعودؑ کے کلام کے علاوہ کسی اور مضمون کے بارہ میں لکھنے کی خواہش دم توڑ جاتی ہے۔ ساتھ ساتھ گزری ہوئی عمر پربھی حسرت وافسوس ہوتاہے کہ وہ ان خزائن سے استفادہ کے بغیر ہی گزرگئی۔ ان کتب کے تراجم کو پڑھ کر نہ صرف اپنے بعض مواقف کی غلطی کا احساس ہوتا بلکہ بعض سوالوں کے دیئے گئے جوابات میں کمزوری اور کمی کی بھی نشاندہی ہوتی ہے۔ اسی طرح کئی ایسے مشکل مسائل کے بارہ میں وضاحت ہوگئی جن کے بارہ میں مَیں لاکھ کوشش کے باوجود کسی نتیجہ پرنہ پہنچ سکا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تفسیری نکات بھی کیا ہی عظیم شان والے ہیں، اورسورۃ فاتحہ کی تفسیر کیا ہی اعلیٰ اور مسحورکن ہے۔ وحی اوراس کی اقسام کے بارہ میں حضورعلیہ السلام کا بیان نہایت اعلیٰ ہے، بلاش اور اس کی پُر معارف شرح کتنی عظیم ہے۔ دہلی اورلدھیانہ میں حضورعلیہ السلام کے لیکچرز میں حدیث اوراس کے مقام اوربعض صرفی نحوی امور کے بارہ میں مسکت دلائل ہیں۔ ایک عیسائی کے تین سوالوں کے جوابات کتنے عظیم الشان ہیں۔ اورآسمانی فیصلہ میں مذکورآفاقی مفاہیم کس قدر عظیم ہیں۔ یہ سب آپ کی صداقت پر اس قدر روشن اوربیّن دلائل ہیں کہ ہمیں اپنی طرف سے مسیح موعودعلیہ السلام کے دلائل کے بارہ میں کچھ تالیف کرنے کی ضرورت ہی نہیں، بلکہ جسے حضورعلیہ السلام کی صداقت کے بارہ میں دلیل چاہئے وہ آپ کی کتابوں کا مطالعہ کرلے۔

مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی صداقت کے دلائل کے موضوع پر پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر کی ایک سیریز ہوئی تو انہی دنوں میں حقیقۃ الوحی کا عربی ترجمہ بھی ہمارے ہاتھوں میں تھا۔ ہمارے تمام دلائل اسی کتاب سے لئے گئے تھے۔ اگر یہ کتاب ہم نے نہ پڑھی ہوتی تو ہمارے پروگرام کبھی بھی اتنے کامیاب نہ ہوتے۔

میرے خیال میں روحانی خزائن کے ترجمہ نے ہرمعترض کی زبان کاٹ کے رکھ دی ہے اور ہرقسم کے شبہات کا ازالہ کردیا ہے۔ چنانچہ عرب دنیا میں اب شاذ کے طورپر ایسے اعتراضات سنائی دیتے ہیں۔

اَلْحُرِّیَّۃُ الدِّیْنِیَّۃ

قتل مرتد کے موضوع پر یہ کتاب مکرم ہانی طاہر صاحب کا یونیورسٹی کا مقالہ ہے، جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ قتل مرتد قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ جب یہ مقالہ پیش ہوا تواسے اسلامی تعلیمات کے خلاف قرار دیا گیااورمکرم ہانی طاہر صاحب کوڈگری دینے سے انکار کردیا گیا۔ بلکہ انہیں یہ کہا گیا کہ آپ کسی اور موضوع پرلکھیں۔ مکرم ہانی صاحب نے ڈگری لینے سے انکار کردیا اوراپنے موقف پرڈٹے رہےاور بار بار یہی مطالبہ دہراتے رہے کہ مجھے وہ آیات اوراحادیث بتائیں جن کی مَیں نے اس مقالہ میں خلاف ورزی کی ہے؟ لیکن دوسری طرف سے کوئی مدلّل جواب نہ دیا گیا۔ ازاں بعد جماعت احمدیہ کبابیر نے یہ مقالہ 2004ء میں کتابی شکل میں شائع کردیا۔

اَلْمُؤَامَرَۃُ الْکُبْرٰی

ضِدّ الْجَمَاعَۃِ الْاِسْلَامِیَّۃِ الْاَحْمَدِیَّۃ

جماعت احمدیہ توحقیقی اسلام کی داعی ہے لیکن معترضین اپنی جہالت سے کبھی اسے کافراور کبھی بہائی قرار دیتے ہیں اور کبھی فری میسنز کے ساتھ اس کا تعلق قرار دیتے ہیں۔ ان تمام اعتراضات کا مکرم عبد اللہ اسعد صاحب آف کبابیر نے مستند حوالوں کے ساتھ جواب دیتے ہوئے یہ کتاب تالیف کی ہے، جس کے آخر پرحضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں جماعت کے عقائد اور تعلیمات کا بھی مفصل ذکر کردیا ہے۔ یہ کتاب 2006ء میں طبع ہوئی۔

(باقی آئندہ)

راضی خدا تھا ان سے

(حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد (اصغر) رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام)

اے قوم احمدی تُو ذرا غور سے تو دیکھ
دینِ خدا کے واسطے تُو نے ہے کیا کِیا
ہے دعویٰ وراثت اصحاب مصطفیٰ
ان کی طرح بتا تو سہی تُو نے کیا کِیا
کن کن مصیبتوں میں وہ ثابت قدم رہے
کچھ یاد ہے تمہیں جو صحابہ نے تھا کِیا
چُھوٹا وطن عزیز چُھٹے ہمنشیں چُھٹے
کفار نے ہر عیش کو ان کے فنا کِیا
لُوٹے گئے ، شہید ہوئے ، راہِ دیں میں
سب جان و مال اپنا خدا پر فِدا کیا
پرکھا انہیں خدا نے ہزاروں طریق سے
لیکن انہوں نے حق محبت ادا کیا
پروانہ تھے وہ شمع صداقت کے واسطے
فرحاں تھی روح گو تنِ خاکی جلا کِیا
ہر امتحاں کے وقت وہ ثابت قدم رہے
بڑھ بڑھ کے اپنی جاں کو قرباں سدا کِیا
راضی خدا تھا ان سے وہ اس کی رضا پہ خوش
ان عاشقوں نے نفس کو ایسا فنا کِیا
اب اپنا اور ان کا تقابل ذرا کرو
کیا کیا وہ کر گئے ہیں مگر تم نے کیا کِیا
وہ کتنے ملک ہیں جنہیں تبلیغ تم نے کی
کتنے دلوں کو شرک سے تم نے رہا کِیا
اسلام کی اشاعتِ کامل کے فرض کو
تمہی کہو کہ تم نے کہاں تک ادا کیا
کتنوں نے دین کے لئے دنیا نثار کی
کتنوں نے جان و مال کو وقفِ خدا کیا
جو مال دے گئے تھے مسیحِ محمدیؐ
کس کس کو تم نے وہ زرِ خالص عطا کیا
حصہ لیا ہے تم نے جو تبلیغِ دین میں
اعلان حق جو تم نے ببانگ درا کیا

خطبہ جمعہ

زندہ مذہب وہی ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی کے جلوے ہمیشہ نظر آتے رہیں۔ اور آج زندہ مذہب ہونے کا صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ اس کا عملی ثبوت صرف اور صرف اسلام ہی دیتا ہے۔

مسلمانوں میں بھی آج جماعت احمدیہ ہی وہ فرقہ ہے جو آج بھی اللہ تعالیٰ کو اپنی تمام تر صفات کے ساتھ قادر و مقتدر یقین کرتا ہے۔ اس یقین پر قائم ہے کہ خدا تعالیٰ آج بھی وہی قدرتیں رکھتا ہے، وہی قدرتیں دکھاتا ہے جیسا کہ ازل سے دکھاتا چلا آ رہا ہے۔

آج ہم جب یومِ مصلح موعود مناتے ہیں تو حقیقی یومِ مصلح موعود تب ہی ہوگا جب یہ تڑپ آج ہم میں سے اکثریت اپنے اندر پیدا کرے کہ ہمارے مقاصد بہت عالی ہیں، بہت اونچے ہیں، بہت بلند ہیں جس کے حصول کے لئے عالی ہمتی کا بھی مظاہرہ کرنا ہوگا۔ اور اپنے اندر اعلیٰ تبدیلیاں بھی پیدا کرنا ہوں گی۔ پاک تبدیلیاں بھی پیدا کرنی ہوں گی۔ خدا تعالیٰ سے ایک تعلق بھی جوڑنا ہوگا۔ اسلام کا درد بھی اپنے اندر پیدا کرنا ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا دل میں درد پیدا کرتے ہوئے اظہار بھی کرنا ہوگا۔

یہ دَور جو فساد میں بڑھتے چلے جانے کا دور ہے، جس میں بڑی طاقتوں کی نظریں بھی اسلامی ممالک کے وسائل پر لگی ہوئی ہیں۔ اس میں بہت زیادہ کوشش کر کے ہم احمدیوں کو ہر اسلامی ملک کو بھی اور مسلم اُمّہ کو بھی ہوس پرستوں کی ہوس سے بچانے کے لئے اپنے دائرے میں رہتے ہوئے اقدام کرنے چاہئیں اور اس کے لئے سب سے بڑھ کر دعا ہے۔

عزیزم شیخ مصوّر احمد ابن شیخ نصیر احمد صاحب آف جلنگھم کی وفات، نمازِ جنازہ اور مرحوم کا ذکرِ خیر

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 17 رفروری 2012ء بمطابق 17 رتبلیغ 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

زندہ مذہب وہی ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی کے جلوے ہمیشہ نظر آتے رہیں۔ اور آج زندہ مذہب ہونے کا صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ اس کا عملی ثبوت صرف اور صرف اسلام ہی دیتا ہے۔ اسلام کا خدا وہ خدا ہے اب بھی وہ جس کو بھی چاہے کلیم بنا سکتا ہے۔ اُس سے اب بھی بولتا ہے، دعاؤں کو سنتا ہے اور جواب دیتا ہے اور اپنی قدرت کے جلوے دکھاتا ہے۔ اور اس زمانے میں اپنی قدرت کے اظہار کے لئے اس نے اپنے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا جس کے اس زمانے میں آنے کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔

پس مسلمانوں میں بھی آج جماعت احمدیہ ہی وہ فرقہ ہے جو آج بھی اللہ تعالیٰ کو اپنی تمام تر صفات کے ساتھ قادر و مقتدر یقین کرتا ہے۔ اس یقین پر قائم ہے کہ خدا تعالیٰ آج بھی وہی قدرتیں رکھتا ہے، وہی قدرتیں دکھاتا ہے جیسا کہ ازل سے دکھاتا چلا آ رہا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم الانبیاء ہیں، آپ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ اب تمام قسم کے انعامات کے حصول کا ذریعہ اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی مل سکتا ہے اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام، مسیح موعود و مہدی معہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کامل عاشقِ صادق ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اس زمانے میں بھیجا ہے۔ اور پھر آپ سے تکمیلِ تبلیغ ہدایت کا بھی وعدہ فرمایا ہے۔ آپ علیہ السلام اس زندہ خدا کے بارے میں اپنی ایک تحریر میں فرماتے ہیں:

’’اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا۔ اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے۔ اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اُس کے تصرف سے۔ نہ اُس کے خَلْق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوّتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا۔ اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقشِ وجود نہیں پکڑا۔ اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بیشمار برکتوں والا ہے۔ اور بیشمار قدرتوں والا اور بیشمار حسن والا، احسان والا۔ اُس کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔‘‘ (نسیم دعوت روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 363)

پس یہ ہمارا زندہ خدا ہے جو ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبیؐ اور زندہ نبیؐ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبیؐ صرف ایک مرد کو جانتے ہیں۔ یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مُرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیرِ سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی‘‘۔ (سراج منیر روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 82)

پھر آپ تمام دنیا کو دعوتِ اسلام دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی رُوحو جو مشرق و مغرب میں آباد ہو! مَیں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی رُوحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدّس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی رُوحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں‘‘۔

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 141)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کے ایک فتح مند جرنیل کی حیثیت سے اسلام کے مخالفین کا منہ بند کروایا۔ نہ صرف براہین و دلائل سے بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاص تائیدات اور نشان دکھا کر بھی وہ باتیں دنیا کے سامنے رکھیں، وہ پیشگوئیاں فرمائیں جو سوائے عالم الغیب خدا کے کوئی اور نہیں جان سکتا۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ وہ پیشگوئیاں جو خدا تعالیٰ سے خبر پا کر آپ نے کی تھیں، اللہ تعالیٰ کے کس قدر عظیم تائیدی نشانات کے ساتھ پوری ہوئیں۔ آپ کو اسلام کا کس قدر درد تھا اور اسلام کے مخالفین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو گرانے والوں کو کس طرح آپ مخاطب کر کے سمجھاتے تھے اور پھر خدا کے حضور

کس تڑپ سے ان مخالفین کا منہ بند کرنے کے لئے دعائیں کرتے تھے۔اس کا اظہار آپ کی سیرت میں جو صحابہ نے لکھی ہے، اس سے بھی ملتا ہے۔آپ کی کتب اور متفرق لٹریچر میں بھی اس کا خوب خوب اظہار ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے حضور مخالفین کا منہ بند کرنے کے لئے تائیدی نشانوں کے لئے بھی آپ کی بیشمار دعائیں ملتی ہیں۔اپنی بڑائی کے لئے نہیں بلکہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برتری ثابت کرنے کے لئے آپ میں ایک تڑپ تھی، ایک لگن تھی جس کی وجہ سے آپ دعائیں کیا کرتے تھے۔انہی نشانوں میں سے ایک نشان یہ ہے کہ آپ کو آپ کی دعاؤں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرماتے ہوئے فرمایا کہ ہشیار پور جاؤ اور وہاں چلّہ کشی کرو۔(ماخوذ از تذکرہ صفحہ 106 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

اس چلّہ کشی کے دوران ایک نشان آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا جو ایک موعود بیٹے کا تھا جس کو ہر احمدی پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے جانتا ہے۔یہ بہت عظیم پیشگوئی ہے کہ ایک معین عرصے میں بیٹے کا پیدا ہونا اور اُس میں وہ خصوصیات پیدا ہونا جن کا پیشگوئی میں ذکر ہے۔اُس کا لمبی عمر پانا۔یہ جو ساری چیزیں ہیں ایک عظیم پیشگوئی پر دلالت کرتی ہیں اور بعد میں آنے والوں کے لئے تو یہ پیشگوئی یقیناً ازدیادِ ایمان کا باعث ہے جنہوں نے حرف بہ حرف اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھا ہے۔اور اُس موعود بیٹے کے مختلف نوع کے کارنامے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پیشگوئی میں بیان فرمائے تھے وہ مصلح موعود کی ذات میں پورا ہوتے دیکھے ہیں۔

بہرحال اس وقت مَیں اس پیشگوئی کے الفاظ پیش کرتا ہوں۔کئی دفعہ ہم سنتے ہیں اور آئندہ جلسے جب ہوں گے، 20رفروری کی مناسبت سے آج کل ہوں گے تو اُس میں بھی آپ سنیں گے۔مجموعہ اشتہارات میں آپ نے تحریر فرمائے ہیں کہ:

’’بِالْھَامِ اللّٰہِ تَعَالیٰ وَ اِعْلَامِہٖ عزّ وجل خدائے رحیم وکریم بزرگ و برتر نے جو ہر یک چیز پر قادر ہے (جَلَّشَانُہٗ وَعَزَّاِسْمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو‘‘ (جس کا مَیں نے ذکر کیا، ہشیار پور اور لدھیانے کا سفر تھا جو آپ نے چلّہ کشی کا کیا) ’’تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔اے مظفر! تجھ پر سلام۔خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔‘‘ (یعنی خدا تعالیٰ قادر ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے) ’’اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہوگا۔خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔اور وہ نور اللہ ہے۔مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔(............) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند، مَظْھَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ، مَظْھَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ہم اُس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا اور اَسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 96-95 اشتہار نمبر 33 ’’اشتہار 20 فروری 1886ء‘‘ مطبوعہ ربوہ)

مجموعہ اشتہارات میں جلد اوّل میں یہ سارا لکھا ہوا ہے۔اس پیشگوئی کے مصداق تو جیسا کہ مَیں نے کہا یقیناً حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تھے۔اس کا آپ نے 1944ء میں خود بھی اعلان فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی خوشی میں یومِ مصلح موعود کے جلسے بھی منعقد کئے جاتے ہیں۔جیسا کہ میں نے کہا، آئندہ چند دنوں میں یہ جلسے مختلف جماعتوں میں ہوں گے۔اس لئے کہ جماعت کے ہر فرد کو پتہ چلے کہ یہ ایک عظیم پیشگوئی تھی جو بڑی شان سے پوری ہوئی۔

یہاں ضمناً میں اُن لوگوں کے لئے بھی جو دنیا کے ماحول کے زیرِ اثر، جن کا دینی علم بھی ناکافی ہے، کئی دفعہ میں بیان پہلے بھی کر چکا ہوں لیکن پھر بھی سوال کرتے رہتے ہیں۔جو سالگرہ منانے کی خواہش رکھتے ہیں وہ سالگرہ پر یہ سوال کرتے ہیں کہ ہماری بھی سالگرہ منائی جائے۔اور جیسا کہ مَیں نے کہا دنیا کے زیرِ اثر بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مصلح موعود کا دن مناتے ہیں تو باقی خلفاء کے دن کیوں نہیں مناتے اور پھر سالگرہ کیوں نہیں مناتے؟ یعنی باقی خلفاء کی سالگرہ کی آڑ میں اپنی سالگرہ کی طرف جانا چاہتے ہیں۔تو یہاں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کا یوم ولادت نہیں منایا جاتا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی پیدائش تو 12رجنوری 1889ء کی ہے۔اور یہ پیشگوئی جو عظیم الشان پیشگوئی تھی آپ کی پیدائش سے تین سال پہلے کی ہے۔اُس پیشگوئی کے پورا ہونے کا دن منایا جاتا ہے جو 20رفروری 1886ء کو کی گئی تھی اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے یہ پیشگوئی تھی اور یہ پیشگوئی اس لحاظ سے ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس وضاحت کے بعد پھر مَیں اب یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس پیشگوئی کے بہت سارے پہلو بیان ہوتے ہیں لیکن اس وقت مَیں دو باتیں بیان کروں گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس کو مصلح موعود قرار دیا اور خود مصلح موعود کی اپنی حالت، اسلام کے بارہ میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اور مُسلم اُمّہ کے بارے میں ان کی دلی کیفیت کیا تھی؟ کیونکہ وقت نہیں ہے کہ اس پیشگوئی کے جو باقی الفاظ ہیں اُن میں سے ہر ایک کو لیا جائے۔اس طرح تو یہ تقریباً کوئی باون پوائنٹ بنتے ہیں۔بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا یہ دو باتیں بیان کروں گا۔

خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کو مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا اور آپ یہی سمجھتے تھے۔آپ اپنی کتاب ’’تریاق القلوب‘‘ جو روحانی خزائن کی جلد 15 ہے اس کے صفحہ 219 میں فرماتے ہیں کہ:

’’محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے اس کے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی 1888ء میں‘‘ (یعنی 10رجولائی 1888ء کا جو اشتہار ہے) ’’اور نیز اشتہار یکم دسمبر 1888ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ سبز رنگ اشتہار پڑے ہوئے ہوں گے۔اور ایسا ہی دہم جولائی 1888ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہوں گے۔پھر جب کہ اِس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو۔تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے 12رجنوری 1889ء کو مطابق 9رجمادی الاوّل 1306ھ میں بروز شنبہ‘‘ (یعنی ہفتہ کے دن) ’’محمود پیدا ہوا۔اور اس کے پیدا ہونے کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے جس کے عنوان پر ’’تکمیل تبلیغ‘‘ موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے جس میں بیعت کی دس شرائط مندرج ہیں۔اور اس کے صفحہ 4 میں یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہے

اے فخرِ رُسل قُربِ تو معلومم شد　　دیر آمدۂ زراہ دُور آمدۂ

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 219)

کہ اے رسولوں کے فخر تیرا خدا کے نزدیک مقامِ قرب مجھے معلوم ہو گیا ہے۔تو دیر سے آیا ہے اور دور کے راستے سے آیا ہے۔

پھر اپنی کتاب ’’سراجِ منیر‘‘ جو روحانی خزائن کی جلد 12 میں ہے اُس کے صفحہ 36 پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’پانچویں پیشگوئی مَیں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اَب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے‘‘۔(سراجِ منیر روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 36)

پھر اپنی کتاب حقیقۃ الوحی جو روحانی خزائن کی بائیسویں جلد ہے اُس کے صفحہ 373 میں فرماتے ہیں کہ:

’’ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا فوت ہو گیا‘‘ (یعنی کہ ان سے پہلے جو بیٹا فوت ہوا تھا) ’’تو نادان مولویوں اور ان کے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اُس کے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی اور بار بار اُن کو کہا گیا کہ 20رفروری 1886ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے۔پس ضرور تھا کہ کوئی لڑکا خوردسالی میں فوت ہو جاتا۔تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے۔تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی۔چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر 1888ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی‘‘ (اُس کا حوالہ دے رہے ہیں حقیقۃ الوحی میں) ’’جس کے مطابق جنوری 1889ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہٖ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے‘‘۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 374-373)

پھر تریاق القلوب جو روحانی خزائن کی جلد 15 ہے اُس کے صفحہ 214 پر آپ فرماتے ہیں:

''میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ محمود۔ تب میں نے اِس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا۔ جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر 1888ء ہے اور یہ اشتہار مورخہ یکم دسمبر 1888ء ہزاروں آدمیوں میں شائع کیا گیا اور اب تک اس میں سے بہت سے اشتہارات میرے پاس موجود ہیں''۔ (تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 214)

پھر ضمیمہ انجامِ آتھم میں روحانی خزائن کی جلد 11 کے صفحہ 299 میں آپ فرماتے ہیں:

''پھر ایک اور نشان یہ ہے جو یہ تین لڑکے جو موجود ہیں ہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ چنانچہ محمود جو بڑا لڑکا ہے اس کی پیدائش کی نسبت اس سبز اشتہار میں صریح پیشگوئی معہ محمود کے نام کے موجود ہے جو پہلے (لڑکے) کی وفات کے بارے میں شائع کیا گیا تھا۔ جو رسالہ کی طرح کئی ورق کا اشتہار سبز رنگ کے ورقوں پر ہے''۔ (ضمیمہ انجامِ آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 299)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بیٹے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کو موعود بیٹے کا مصداق سمجھتے تھے جس نے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ آج بھی بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں اس لئے میں نے یہ وضاحت کی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی باون سالہ خلافت کا دور اس عظیم پیشگوئی کے پورا ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ کی تحریرات، آپ کی تقریریں اُس درد سے بھری ہوئی ہیں جو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے آپ کے دل میں تھا۔ آپ کا علم وعرفان اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو علومِ ظاہری و باطنی سے پُر فرمایا۔

غرض جو باون یا بعض لحاظ سے اٹھاون خصوصیات پیش کی جاتی ہیں، ان کا جائزہ لیا جائے تو پیشگوئی میں جتنی بھی خصوصیات کا ذکر ہے، وہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہمیں نظر آتی ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ اس حوالے سے بھی میں بعض باتیں کروں گا تو آپ کے کچھ حوالے پیش کرتا ہوں جو آپ کی تقریر اور تحریر کے ہیں جن سے آپ کا عظیم عزم بھی جھلکتا ہے جو ہمیں آپ کے اولوالعزم ہونے کا بھی پتہ دیتا ہے۔

ایک تقریر میں آپ فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ کے مرسل جب آتے ہیں اُس وقت ہر شخص جو اُن کی جماعت میں داخل ہوتا ہے یہ سمجھتا ہے کہ دین کا کام میرے سوا اور کسی نے نہیں کرنا۔ جب وہ یہ سمجھ لے تو وہ اس کی انجام دہی کے لئے اپنی ساری قوتیں صرف کر دیتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ مجنوں بن جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب فوت ہوئے تو میں نے اس قسم کی آوازیں سنیں کہ آپ کی وفات بے وقت ہوئی ہے۔ ایسا کہنے والے یہ تو نہیں کہتے تھے کہ نعوذ باللہ آپ جھوٹے ہیں۔'' (کیونکہ یہ مانتے بھی تھے۔ احمدیوں میں سے ہی یہ آوازیں اُٹھ رہی تھیں) ''مگر یہ کہتے تھے کہ آپ کی وفات ایسے وقت میں ہوئی ہے جبکہ آپ نے خدا تعالیٰ کا پیغام اچھی طرح نہیں پہنچایا اور پھر آپ کی بعض پیشگوئیاں بھی پوری نہیں ہوئیں''۔ فرماتے ہیں کہ ''میری عمر اُس وقت انیس سال کی تھی۔ مَیں نے جب اس قسم کے فقرات سنے تو مَیں آپ کی لاش کے سرہانے جا کر کھڑا ہو گیا اور مَیں نے خدا تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے دعا کی کہ اے خدا! یہ تیرا محبوب تھا جب تک یہ زندہ رہا اس نے تیرے دین کے قیام کے لئے بے انتہا قربانیاں کیں۔ اب جبکہ اُس کو تُو نے اپنے پاس بلا لیا ہے لوگ کہہ رہے ہیں کہ اس کی وفات بے وقت ہوئی ہے۔ ممکن ہے ایسا کہنے والوں یا ان کے باقی ساتھیوں کے لئے اس قسم کی باتیں ٹھوکر کا موجب ہوں اور جماعت کا شیرازہ بکھر جائے۔ اس لئے اے خدا! مَیں تجھ سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت بھی تیرے دین سے پھر جائے تو مَیں اس کے لئے اپنی جان لڑا دوں گا۔ اُس وقت مَیں نے سمجھ لیا تھا کہ یہ کام میں نے ہی کرنا ہے اور یہی ایک چیز تھی جس نے انیس سال کی عمر میں ہی میرے دل کے اندر ایک ایسی آگ بھر دی کہ مَیں نے اپنی ساری زندگی دین کی خدمت میں لگا دی اور باقی تمام مقاصد کو چھوڑ کر صرف یہی ایک مقصد اپنے سامنے رکھ لیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کام کے لئے تشریف لائے تھے وہ اب مَیں نے ہی کرنا ہے۔ وہ عزم جو اُس وقت میرے دل کے اندر پیدا ہوا تھا، آج تک مَیں اُس کو نِت نئی چاشنی کے ساتھ اپنے اندر پاتا ہوں اور وہ عہد جو اُس وقت مَیں نے آپ کی لاش کے سرہانے کھڑے ہو کر کیا تھا وہ خضرِ راہ بن کر مجھے ساتھ لئے جاتا ہے۔ میرا وہی عہد تھا جس نے آج تک مجھے اس مضبوطی کے ساتھ اپنے ارادہ پر قائم رکھا کہ مخالفت کے سینکڑوں طوفان میرے خلاف اُٹھے مگر وہ اس چٹان کے ساتھ ٹکرا کر اپنا ہی سر پھوڑ گئے جس پر خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا تھا۔ اور مخالفین کی ہر کوشش، ہر منصوبہ اور ہر شرارت جو انہوں نے میرے خلاف کی وہ خود اُنہیں کے آگے آتی گئی اور خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل کے ساتھ مجھے ہر موقع پر کامیابیوں کا منہ دکھایا۔ یہاں تک کہ وہی لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے وقت یہ کہتے تھے کہ آپ کی وفات بے وقت ہوئی ہے، آپ کے مشن کی کامیابیوں کو دیکھ کر انگشت بدنداں نظر آتے ہیں''۔

(قومی ترقی کے دو اہم اصول۔ انوار العلوم جلد 19 صفحہ 75-74)

آپ کی ایک مجلس کی یہ تقریر ہے جو مَیں نے بیان کی ہے۔ اس کے بعد پھر اس کا تسلسل چل رہا ہے۔ اس کے بعد آپ نے جماعت کو بھی توجہ دلائی کہ:

جماعت کے ہر شخص کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس نے اپنے اندر یہ روح پیدا کرنی ہے کہ دین کا کام اُسی نے کرنا ہے۔ ہر کوئی سمجھے کہ اب دین کے کام کی ذمہ داری، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے لے جانے کی ذمہ داری میری ہے۔ اس لئے ایک عہد کریں اور جو یہ عہد کرے گا کہ ہر حالت میں مَیں نے دین کی خدمت کو مقدّم رکھنا ہے۔ فرمایا کہ پھر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر جس مقصد کو حاصل کرنا تھا، وہ آپ کرنے والے بنیں گے۔ کیونکہ وہ مقصد یہی ہے کہ آپ کے مشن کو آگے لے جانا۔ اور پھر مزید فرمایا کہ اگر ہم میں یہ روح پیدا ہو جائے گی تو کوئی مشکل ہمیں مشکل نظر نہیں آئے گی۔ رستے کی جو ساری مشکلات ہیں ہمیں معمولی نظر آئیں گی۔

(ماخوذ از قومی ترقی کے دو اہم اصول۔ انوار العلوم جلد 19 صفحہ 75)

پھر اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے دل کا درد آپ نے ایک جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ:

''اصل چیز دنیا میں اسلامستان کا قیام ہے'' (اسلام کے نام (کی مناسبت) سے آپ نے فرمایا۔ اصل چیز دنیا میں اسلامستان کا قیام ہے)۔ ''ہم نے پھر سارے مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنا ہے۔ ہم نے پھر اسلام کا جھنڈا دنیا کے تمام ممالک میں لہرانا ہے۔ ہم نے پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عزت اور آبرو کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں پہنچانا ہے۔ ہمیں پاکستان کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ ہمیں مصر کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ ہمیں عرب کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ ہمیں ایران کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے مگر ہمیں حقیقی خوشی تب ہو گی جب سارے ملک آپس میں اتحاد کرتے ہوئے اسلامستان کی بنیاد رکھیں۔ ہم نے اسلام کو اُس کی پرانی شوکت پر پھر قائم کرنا ہے۔ ہم نے خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنی ہے۔ ہم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت دنیا میں قائم کرنی ہے۔ ہم نے عدل اور انصاف کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور ہم نے عدل و انصاف پر مبنی پاکستان کو اسلامک یونین کی پہلی سیڑھی بنانا ہے۔ یہی اسلامستان ہے جو دنیا میں حقیقی امن قائم کرے گا''۔

کاش کہ پاکستان کے عوام اور جو پاکستان کو اوپر لے جانے والے آجکل کے لیڈر اور علماء بنے پھرتے ہیں،، وہ اس بات کو سمجھ سکیں۔ فرماتے ہیں کہ:

''ہر ایک کو اُس کا حق دلائے گا۔ (حقیقی امن قائم کرے گا اور ہر ایک کو اس کا حق دلائے گا۔) جہاں روس اور امریکہ فیل ہوا، صرف مکہ اور مدینہ ہی انشاء اللہ کامیاب ہوں گے''، فرماتے ہیں کہ ''یہ چیزیں اس وقت ایک پاگل کی بڑ معلوم ہوتی ہیں مگر دنیا میں بہت سے لوگ جو عظیم الشان تغیر کرتے ہیں وہ پاگل ہی کہلاتے رہے ہیں۔ اگر مجھے بھی لوگ پاگل کہہ دیں تو میرے لئے اس میں شرم کی کوئی بات نہیں۔ میرے دل میں ایک آگ ہے، ایک جلن ہے، ایک تپش ہے جو مجھے آٹھوں پہر بے قرار رکھتی ہے۔ مَیں اسلام کو اُس کی ذلّت کے مقام سے اُٹھا کر عزت کے مقام پر پہنچانا چاہتا ہوں۔ مَیں پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا چاہتا ہوں۔ مَیں پھر قرآنِ کریم کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہوں۔ مَیں نہیں جانتا کہ یہ بات میری زندگی میں ہو گی یا میرے بعد۔ لیکن مَیں یہ جانتا ہوں کہ مَیں اسلام کی بلند ترین عمارت میں اپنے ہاتھ سے ایک اینٹ لگانا چاہتا ہوں یا اتنی اینٹیں لگانا چاہتا ہوں جتنی اینٹیں لگانے کی خدا مجھے توفیق دیدے۔ میں اس عظیم الشان عمارت کو مکمل کرنا چاہتا ہوں یا اس عمارت کو اتنا اونچا لے جانا چاہتا ہوں جتنا اونچا لے جانے کی اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے۔ اور میرے جسم کا ہر ذرہ اور میری روح کی ہر طاقت اس کام میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خرچ ہو گی اور دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی میرے اس ارادے میں حائل نہیں ہو گی''۔ (تقریر جلسہ سالانہ 28 دسمبر 1947۔ انوار العلوم جلد 19 صفحہ 388-387)

پس یہ وہ اولوالعزم موعود بیٹا تھا جس نے اپنے دل کی تڑپ کھول کر ہمارے سامنے رکھ دی۔ آج ہم جب یومِ مصلح موعود مناتے ہیں تو حقیقی یومِ مصلح موعود تب ہی ہو گا جب یہ تڑپ آج ہم میں سے اکثریت اپنے اندر پیدا کرے کہ ہمارے مقاصد بہت عالی ہیں، بہت اونچے ہیں، بہت بلند ہیں جس کے حصول کے لئے عالی ہمتی کا بھی مظاہرہ کرنا ہو گا۔ اور اپنے اندر اعلیٰ تبدیلیاں بھی پیدا کرنا ہوں گی، پاک تبدیلیاں بھی پیدا کرنی ہوں گی۔ خدا تعالیٰ سے ایک تعلق بھی جوڑنا ہو گا۔ اسلام کا درد بھی اپنے اندر پیدا کرنا ہو گا۔ دل میں

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کا درد پیدا کرتے ہوئے اظہار بھی کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو بیشمار خوبیوں کے مالک بیٹے کی خوشخبری عطا فرمائی تھی تو وہ یہ گہرا مطلب بھی اپنے اندر رکھتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا تھا کہ تیرا سلسلہ صرف تیرے ہی تک محدود نہیں ہوگا۔ جس مشن کو تو لے کر اُٹھا ہے وہ تیری زندگی تک ہی محدود نہیں رہے گا بلکہ تیرا ایک بیٹا جو اولوالعزمی میں اپنی مثال آپ ہوگا، جو اسلام کو دنیا میں پھیلانے کی تڑپ میں تیرا ثانی ہوگا۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں گاڑنے کے لئے بے چین دل رکھتا ہوگا، اور پھر اُس بیٹے تک ہی محدود نہیں بلکہ بعد میں بھی اس مشن کو دنیا کے کونے کونے تک لے جانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قدرتِ ثانیہ کا تا قیامت تسلسل جاری رہنے کا بھی وعدہ فرمایا ہے جو اس کام کو آگے بڑھاتا چلا جائے گا اور قدرتِ ثانیہ کو ایسے سلطانِ نصیر بھی عطا ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے قدرتِ ثانیہ جو خلافت کی صورت میں جاری ہے اس کے مددگار بنیں گے۔

پس آج ہمیں پیشگوئی مصلح موعود جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل کے طور پر دکھائی دیتی ہے وہاں اس بات کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جس خوبیوں کے مالک بیٹے کی اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی تھی اور جس تڑپ اور عزم کے ساتھ اُس بیٹے نے جماعت کو آگے بڑھنے کے راستے دکھائے، ایک خوبصورت نظام عطا فرمایا۔ جماعت کی تربیت کے نظام کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں اسلام کا خوبصورت پیغام پہنچانے کے لئے ایک ایسا نظام مستحکم کر دیا جس کے نتائج ہر روز نئی شان سے پورے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس نظام کو مزید مستحکم کرنے کے لئے ہر احمدی اپنا کردار ادا کرنے والا بنے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے عرب ممالک میں بھی یہ نظام قائم ہے۔ ایشیا کے دوسرے ممالک میں بھی یہ نظام قائم ہے۔ افریقہ میں بھی یہ نظام قائم ہے۔ یورپ میں بھی یہ نظام قائم ہے۔ امریکہ میں بھی یہ نظام قائم ہے۔ آسٹریلیا میں بھی یہ نظام قائم ہے اور جزائر میں بھی یہ نظام قائم ہے۔

پس جہاں جہاں بھی احمدی ایک جماعت قائم کر کے اس نظام کا حصہ بنے ہیں وہاں وہ اس بات کی طرف بھی خاص توجہ دیں کہ صرف اپنی ذات کی اصلاح تک ہم نے محدود نہیں رہنا، اپنی اگلی نسلوں کو بھی سنبھالنا ہے، اُن کے دل میں بھی یہ چیز راسخ کرنی ہے کہ تم نے اس نظام کا حصہ بنتے ہوئے اپنے عظیم مقصد کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہراتے ہوئے توحید کا قیام ہے، اُسے کبھی نہیں بھولنا اور اس کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہنا ہے۔ اور اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا جب تک اس مقصد کو حاصل نہ کر لو۔ اپنی اگلی نسلوں میں یہ روح پھونکنی ہے کہ اس عظیم مقصد کو کبھی مرنے نہیں دینا۔ پس جیسا کہ میں نے کہا آج دنیا کے ہر کونے میں جماعت احمدیہ کا قیام ہے اور قادیان سے اُٹھنے والی آواز دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکی ہے اور اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے میں باوجود نامساعد حالات کے بہت بڑا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ تو جب مصلح موعود کی پیشگوئی کے پورا ہونے پر جلسے کرتے ہیں تو اپنے عزم اور اپنے پروگراموں میں ایک ایسی روح پیدا کریں جو آپ کے جذبوں کی نئے سرے سے تجدید کرنے والی ہو اور اُن خواہشات کو بھی سامنے رکھیں جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائی ہیں۔ اور جس کا میں نے ذکر کیا ہے کہ ہر مسلمان ملک کا رہنے والا احمدی یہ کوشش بھی کرے کہ ہم نے اسلامستان قائم کرنا ہے۔ وہ اسلامستان بنانا ہے جو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمۃٌ للعالمین تھے وہ بنانا چاہتے تھے۔ وہ اسلامستان بنانا ہے جو اپنوں اور غیروں کے حقوق ادا کرتے ہوئے انسانیت کی قدریں قائم کرنے والا ہو تا دنیا کو یہ پتہ چلے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محسنِ انسانیت تھے اور یہی ایک بہت بڑا کام ہے جو ہم نے دنیا کو بتانا ہے، جو اس دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔ ہر اسلامی ملک کو ہم نے یہ باور کرانا ہے۔ یہ ہمارا مقصد ہے۔ یہ باتیں تھیں جن کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے اور یہ وہ مشن ہے جس کی تکمیل کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا اور یہ کام ہے جو آج جماعت احمدیہ نے کرنا ہے اور ہم نے ہر مسلمان کو، ہر اسلامی ملک کو یہ باور کرانا ہے کہ یہ ہمارے مقاصد ہیں۔ اگر ہماری مخالفت میں یہ لوگ ہماری بات نہیں سنتے تو تڑپ تڑپ کر ان کے لئے دعا کرنی ہے۔ دعا سے تو ہمیں کوئی نہیں روک سکتا کہ یہ اس بات کو سمجھنے والے بن جائیں۔ پاکستان ہو یا سعودی عرب ہو یا مصر ہو یا شام ہو یا ایران ہو یا انڈونیشیا ہو یا ملائیشیا ہو یا سوڈان ہو یا کوئی بھی اسلامی ملک ہو، ان لوگوں کو یہ بتانا ہوگا کہ علیحدہ علیحدہ رہ کر تمہاری کوئی ساکھ نہیں بن سکتی۔ تمہاری ساکھ اُسی وقت بن سکتی ہے اور تمہاری بقا اسی میں ہے، ان ممالک کا رعب تبھی ہے جب وہ ایک ہو کر اسلام کی عظمت کے بارے میں سوچیں گے۔ جب وہ اپنے ملکوں کے اندر بھی اور اپنے ہمسایوں میں بھی فرقوں سے بالا ہو کر سوچیں گے۔ یہ پیغام ہے جو ہم نے ان ملکوں کو بھی دینا ہے۔ آج ہمیں مصر کے لئے بھی کوشش کرنی چاہئے اور شام کے لئے بھی کوشش کرنی چاہئے، لیبیا کے لئے بھی یہ پیغام اُن کے اربابِ حل وعقد کو پہنچانا چاہئے کہ اگر اپنے قبیلوں اور فرقوں کو ہی فوقیت دیتے رہے اور اس کے لئے ظلم کرتے رہے تو خود اپنے ہاتھ سے اپنے ملکوں کو کھوکھلا کرنے والے بنتے رہو گے۔ تمہارے اندر نہ ہی ملکی لحاظ سے اور نہ ہی مسلم اُمّہ کے لحاظ سے کبھی طاقت آئے گی بلکہ کمزوری بڑھتی ہی جائے گی اور غیر تمہیں پھر اپنے پنجے میں لے لیں گے۔ پھر اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے کہ غلامی کی زنجیروں میں بعض ملک جکڑے بھی جا سکتے ہیں۔ پس ان کو یہ پیغام دینا ہے کہ ہوش کرو اور صرف اپنے ذاتی مفادات کے حصول کی فکر نہ کرو۔ صرف اپنے قبائل اور فرقوں کی ناجائز طرفداری نہ کرو ورنہ سب کچھ ہاتھ سے کھو بیٹھو گے۔ ملکوں کی انفرادیت قائم رکھنے کی بجائے اسلام کی عظمت کو قائم کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اس عظمت کو قائم کرنے کے لئے جس شخص کو بھیجا ہے اُس کی باتوں پر بھی غور کرو۔

پس یہ عظیم مقصد حاصل کرنے کے لئے موقع کے لحاظ سے، سمجھا کر بھی اور دعاؤں سے بھی ہم نے یعنی ہر ملک میں رہنے والے احمدی نے اپنا کردار ادا کرتے چلے جانا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے گزشتہ سال بھی کہا تھا کہ ہم میں سے ہر احمدی کو دنیا کی اصلاح کی یہ کوشش کر کے مصلح بننے کا کردار ادا کرنے والا ہونا چاہئے تا کہ مصلح موعود کے مقاصد کو جو دراصل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے دنیا کو لانے کا ایک عظیم منصوبہ ہے اُسے ہم حاصل کر سکیں۔ پس یہ دور جو فساد میں بڑھتے چلے جانے کا دور ہے، جس میں بڑی طاقتوں کی نظریں بھی اسلامی ممالک کے وسائل پر لگی ہوئی ہیں۔ اس میں بہت زیادہ کوشش کر کے ہم احمدیوں کو ہر اسلامی ملک کو بھی اور مسلم اُمّہ کو بھی ہوس پرستوں کی ہوس سے بچانے کے لئے اپنے دائرے میں رہتے ہوئے اقدام کرنے چاہئیں اور اس کے لئے سب سے بڑھ کر جیسا کہ مَیں نے کہا دعا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمان ملکوں کے سیاستدانوں اور لیڈروں کو بھی عقل اور سمجھ دے کہ وہ اپنے ذاتی مفاد سے بالا ہو کر سوچیں۔ علماء جن کو عوام الناس علوم اور روحانیت میں بڑھا ہوا سمجھتے ہیں وہ بھی عقل سے کام لیں اور اپنے مفادات کے بجائے قرآنی تعلیم کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اپنے مفادات کی خاطر عوام اور حکمرانوں کو لڑانے کی بجائے تقویٰ سے کام لیں اور جیسا کہ میں نے کہا، اس کا سب سے خوبصورت حل زمانے کے امام کی آواز کو سن کر اس پر عمل کرنا ہے۔ اور اللہ کرے کہ عوام الناس بھی اپنے نورِ فراست کو بڑھانے کی کوشش کریں اور زمانے کے حالات دیکھنے کے باوجود آنکھیں بند کر کے عقل اور حکمت سے عاری باتیں کرنے والوں کی، چاہے وہ علماء میں سے ہوں یا لیڈروں میں سے ہوں، اُن کی اندھی تقلید نہ کریں۔ اللہ کرے کہ ہم جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواہش کا اظہار فرمایا تھا، ایک خوبصورت اسلامستان دیکھنے والے ہوں اور یہی ایک حل ہے جو دنیا کو فسادوں سے بچا سکتا ہے۔ اللہ کرے دنیا کو عقل آ جائے۔

آج پھر ایک حاضر جنازہ ہے جو ابھی نمازوں کے بعد مَیں باہر جا کر پڑھاؤں گا۔ احباب یہیں مسجد میں رہیں۔ یہ جنازہ عزیزم شیخ مصور احمد ابن مکرم شیخ نصیر احمد صاحب جلنگھم کا ہے جو 14/فروری 2012ء کو ایک مختصر علالت کے بعد پچیس سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کو مسکولر ڈسٹرافی (Muscular Dystrophy) کی بیماری تھی جس میں عمر کے ساتھ مسلز کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ انہوں نے باوجود معذوری کے جلنگھم جماعت میں مختلف عہدوں پر خدمت کی بھی توفیق پائی۔ آپ کے سپرد جو بھی کام ہوتا تھا پوری توجہ اور ذمہ داری کے ساتھ مکمل کرتے تھے۔ ویل چیئر پر تھے لیکن اُس کے باوجود بڑی پھُرتی اور تندہی سے اور ہمت سے اور محنت سے کام کیا کرتے تھے۔ چندہ جات اور تحریکات میں حصہ لینے والے تھے۔ نیک اور دین سے تعلق رکھنے والے تھے۔ خلافت سے ایک خاص تعلق تھا۔ مخلص انسان تھے اور ذہین اور قابل تھے۔ باوجود معذوری کے انہوں نے پڑھائی مکمل کی اور پھر بینک میں نوکری کی اور ترقی کرتے ہوئے اس وقت بینک میں اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ کے عہدے پر کام کر رہے تھے۔ افسران بھی ان کے کام سے بہت خوش تھے۔ پسماندگان میں انہوں نے والدین کے علاوہ ایک بھائی یادگار چھوڑا ہے۔ وہ بھی مسلز کے لحاظ سے بیمار ہی ہے۔ یہ عزیز بچہ جو ہے، شیخ مبارک احمد صاحب جو انگلستان کے مبلغ تھے، اُن کے بھائی کا پوتا اور میرا خیال ہے شاید نواسہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ لواحقین کو، والدین کو اور بھائی کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

کیتھولک عیسائیوں کے عالمی مذہبی رہنما جناب پوپ بینیڈکٹ XVI کے نام حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مکتوب

معاشرہ میں امن کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایک اپنے دل کو دشمنی کے تمام ترجذبات سے پاک کرے اور اپنی قوت برداشت کو بڑھائے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر شخص ایک دوسرے کے نبی کی عزّت کے دفاع میں کھڑا ہو جائے۔

(تمام مذاہب عالم کو آپس میں تعاون کرتے ہوئے امن کے قیام کے لئے کوششیں کرنے کی طرف توجہ دینے کی تحریک)

سیدنا حضرت امیرالمومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 9/دسمبر 2011ء میں کیتھولک عیسائیوں کے عالمی مذہبی رہنما محترم پوپ بینیڈکٹ XVI کے نام اپنے ایک مکتوب کا ذکر فرمایا تھا جو امیر جماعت احمدیہ کبابیر مکرم محمد شریف عودہ صاحب کے ذریعہ محترم پوپ صاحب کو ان کے ہاتھ میں دیا گیا۔حضور انور ایدہ اللہ نے اس امر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’ہمیں تو اس زمانے کے امام نے اسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے اور دشمن کا منہ دلائل سے بند کرنے کا فریضہ سونپا ہے اور اپنی اپنی بساط اور کوشش کے مطابق ہر احمدی اس کام کو سرانجام دے رہا ہے۔اور جہاں اسلام پر دشمنانِ اسلام کو حملہ آور دیکھتا ہے وہاں احمدی ہے جو دفاع بھی کرتا ہے اور منہ توڑ جواب بھی دیتا ہے۔ دنیا کو سمجھاتا بھی ہے۔ اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی ملی ہوئی علم و معرفت ہے جس کو ہم استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہر احمدی بغیر کسی احساسِ کمتری کے بڑے بڑے لیڈروں اور مذہبی سربراہوں کو بھی اسلام کا پیغام پہنچا رہا ہے۔ دوسرے اگر لیڈروں کو ملنے جاتے ہیں تو مدد لینے جاتے ہیں یا دنیاوی مفادات لینے جاتے ہیں۔ کبھی اسلام کا پیغام پہنچانے کی جرأت نہیں کرتے۔

ابھی گزشتہ دنوں ہمارے کبابیر کے امیر صاحب کو ایک وفد کے ساتھ اٹلی جانے کا موقع ملا۔ جانے سے پہلے انہوں نے مجھے بھی کہا کہ یہ جو وفد جا رہا ہے اس میں کیونکہ ہر مذہب کے لوگ انہوں نے رکھے ہیں اور ایک ایسی مذہبی تقریب پیدا ہو رہی ہے کہ پوپ سے بھی ملاقات ہوگی بلکہ پوپ کے بلانے پر جا رہے ہیں اس لئے اگر مناسب سمجھیں تو آپ کی طرف سے اُسے کوئی پیغام دے دوں اور قرآنِ کریم کا تحفہ بھی دے دوں۔تو مَیں نے اُنہیں کہا کہ بڑی اچھی بات ہے ضرور دیں۔ چنانچہ اُنہیں میں نے یہاں سے اپنا پیغام لکھ کر بھجوایا کہ پوپ کو جا کے دے دیں۔اُس کی انہوں نے کاپیاں بھی کروالیں اور وہاں جب وہ گئے ہیں تو پوپ کو بھی دیا اور ویٹیکن کے اور بڑے بڑے پادری جو تھے اُن کو بھی دیا۔قرآنِ کریم کا تحفہ بھی پوپ کو دیا۔اس کی تصویر بھی وہاں اخباروں میں آئی۔اُن کی رپورٹ کا ایک حصہ میں سناتا ہوں جو اُس کے بعد شریف عودہ صاحب نے لکھی۔

وہ لکھتے ہیں کہ خاکسار نے اٹلی میں پوپ کی رہائش گاہ ویٹیکن میں مورخہ 10-11-2011 کو اُن مذہبی لوگوں کے گروپ کے ساتھ ملاقات کی جن میں اسرائیل کے حاخامِ اعظم جو اُن کے بہت بڑے ربّائی ہیں اور کچھ عیسائی اور یہودی اور مسلمان عہدیداران شامل تھے۔ خاکسار نے پوپ کو (میرا لکھتے ہیں کہ) حضور کا خط پہنچایا اور اُنہیں بتایا کہ اس میں حضرت امام جماعت احمدیہ عالمگیر کا بہت اہم پیغام ہے۔ انہوں نے یہ خط خود اپنے ہاتھ سے وصول کیا۔اسی طرح میں نے اُنہیں اٹالین ترجمہ قرآن کا بھی ایک نسخہ پیش کیا۔ اٹالین اور اسرائیل ٹی وی نے نیز اٹالین اخبارات اور اسرائیل کے عربی اور عبرانی اخبارات نے خاکسار کی تصویریں پوپ کے ساتھ نشر کیں۔ ملاقات کے بعد ویٹیکن ریڈیو پر ایک پریس کانفرنس تھی میں نے اس میں حضور کے خط کا ذکر کیا اور خلاصہ بیان کیا اور صحافیوں میں اس خط کی کاپیاں تقسیم کیں۔ اسی طرح میں نے ویٹیکن میں مشرقِ وسطی میں موجود چرچز (Churches) کے ذمہ دار کارڈینل وغیرہ کو بھی کاپی مہیا کی۔ میں نے یہاں مذاکرات بین المذاہب کی کمیٹی سے بھی ملاقات کی اور انہوں نے مجھے اپنی کانفرنس میں بلانے کے لئے مجھ سے ایڈریس بھی لیا۔ ان کی اگلی کانفرنس آئندہ سال سرائیوو میں ہوگی‘‘۔

’’......جیسا کہ شریف صاحب کی رپورٹ سے بھی ظاہر ہے کہ اس موقع پر بعض اور مسلمان مذہبی لیڈر بھی تھے یا بڑے لوگ تھے لیکن پوپ کو اسلام کا اور قرآن کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی تو زمانے کے امام اور جری اللہ کے ایک غلام کو‘‘۔

(خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 09/دسمبر 2011ء بمقام مسجد بیت الفتوح۔مورڈن۔لندن)

اس خطبہ جمعہ میں حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے خط کے مضمون کا خلاصۃً ذکر فرمایا تھا۔ ذیل میں اس مکتوب گرامی کا مکمل انگریزی متن اور اس کا اردو ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ محترم پوپ بینیڈکٹ صاحب کے نام یہ خط حضور انور ایدہ اللہ کے لیٹر ہیڈ پر حضور کے مبارک دستخطوں سے انہیں بھجوایا گیا تھا۔

جناب پوپ بینیڈکٹ شانزدہم کے نام مکتوب کا انگریزی متن

16 Gressenhall Road,
London
SW18 5QL,
UK

31October 2011

To His Holiness
Pope Benedict the XVI,

It is my prayer, that may Allah the Almighty bestow His Grace and Blessings upon you.

As Head of the worldwide Ahmadiyya Muslim Community, I convey to His Holiness the Pope the message of the Holy Qur'an : Say,'O people of thebook! Come to a word equal between us and you – that we worship none but Allah, and that we associate no partner with Him, and that some of us take not others for lords beside Allah.'

Islam, nowadays, is under the glare of the world, and is frequently targeted with vile allegations. However, those raising these allegations do so without studying any of Islam's real teachings. Unfortunately, certain Muslims organisations due only to their vested interests have portrayed Islam in a totally wrong light. As a result, distrust has increased in the hearts of the people of Western and non-Muslim countries towards Muslims, to the extent that even otherwise extremely well-educated people make baseless allegations against the Founder of Islam, the Holy Prophet Muhammad (pbuh).

The purpose of every religion has been to bring man closer to God and establish human values. Never has the founder of any religion taught that his followers should usurp the rights of others or should act cruelly. Thus, the actions of a minority of misguided Muslims should not be used as a pretext to attack Islam and its Holy Founder(pbuh). Islam teaches us to respect the Prophets of all religions and this is why it is essential for a Muslim to believe in all of the Prophets who are mentioned in the Holy Bible or in the Holy Qur'an, until and including Jesus Christ (pbuh). We are the humble servants of the Holy Prophet Muhammad (pbuh) and so we are deeply grieved and saddened by the attacks on our Holy Prophet (pbuh);

but we respond by continuing to present his noble qualities to the world and to disclose even more of the beautiful teachings of the Holy Qur'an.

If a person does not follow a particular teaching properly whilst claiming to subscribe to it, then it is he who is in error, not the teaching. The meaning of the word 'Islam' itself means peace, love and security. There should be no compulsion in matters of faith is a clear injunction of the Qur'an. From cover to cover, the Holy Qur'an teaches love, affection, peace, reconciliation and the spirit of sacrifice. The Holy Qur'an states repeatedly that one who does not adopt righteousness is far removed from Allah, and therefore, is far removed from the teachings of Islam. Hence, if anybody portrays Islam as an extreme and violent religion filled with teachings of bloodshed, then such a portrayal has no link with the real Islam.

The Ahmadiyya Muslim Community practises only the true Islam and works purely to please God Almighty. If any Church or other place of worship stands in need of protection, they will find us standing shoulder to shoulder with them. If any message resonates from our mosques it will only be that of Allah is Great and that we bear witness that there is none worthy of worship except Him and Muhammad (pbuh) is the Messenger of Allah.

A factor playing a major role in destroying the peace of the world is that some people perceive that as they are intelligent, well-educated and liberated, they are free to ridicule and mock founders of religions. To maintain peace in society it is necessary for one to eliminate all sentiments of hostility from one's heart and to increase one's levels of tolerance. There is a need to stand in defence of the respect and reverence of each other's Prophet. The world is passing through restlessness and unease and this requires that by creating an atmosphere of love and affection, we remove this anxiety and fear, that we convey a message of love and peace to those around; that we learn to live with ever greater harmony and in a way better than before; and that we recognise the values of humanity.

Today, small-scale wars are erupting in the world, while in other places, the superpowers are claiming to try and bring about peace. It is no longer a secret that on the surface we are told one thing, but behind the scenes their real priorities and policies are secretly being fulfilled. Can peace in the world be established in such circumstances is the question. It is with regret that if we now observe the current circumstances of the world

closely, we find that the foundation for another world war has already been laid. If after the Second World War a path of equity leading to justice was followed, we would not witness the current state of the world, whereby it has again become engulfed in the flames of war. As a consequence of so many countries having nuclear weapons, grudges and enmities are increasing and the world sits on the precipice of destruction. If these weapons of mass destruction explode, many future generations will never forgive us for having inflicted permanent disabilities upon them. There is still time for the world to pay attention to the rights of the Creator and of His Creatures.

I believe that now, rather than focusing on the progress of the world, it is more important, indeed it is essential, that we urgently increase our efforts to save the world from this destruction. There is an urgent need for mankind to recognise its Creator as this is the only guarantor for the survival of humanity; otherwise, the world is rapidly moving towards self-destruction. If today man really wants to be successful in establishing peace, then instead of finding fault with others, he should try to control the Satan within. By removing his own evils, a person should present a wonderful example of justice. I frequently remind the world that these excessive enmities towards others are completely usurping human values and so are leading the world towards obliteration.

As you have an influential voice in the world, I urge you to also inform the wider world that by placing obstacles in the way of the natural balance established by God, they are moving rapidly towards annihilation. This message needs to be conveyed further and wider than ever before and with much greater prominence.

All the religions of the world are in need of religious harmony and all the people of the world need a spirit of love, affection and brotherhood to be created. It is my prayer that we all understand our responsibilities and play our role in establishing peace and love, and for the recognition of our Creator in the world. We ourselves have prayer, and we constantly beseech Allah that may this destruction of the world be avoided. I pray that we are saved from the destruction that awaits us.

Yours sincerely,
Mirza Masroor Ahmad
Khalifatul Masih V
Head of the Worldwide
Ahmadiyya Muslim Community

اردو ترجمہ

محترم پوپ بینیڈکٹ صاحب شانزدہم

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل اور رحمتیں نازل فرمائے۔

بحیثیت امام احمدیہ مسلم جماعت عالمگیر میں عالی جناب پوپ کو قرآن کریم کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

تُو کہہ دے کہ اے اہل کتاب! اس کلمہ کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی چیز کو اُس کا شریک ٹھہرائیں گے اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو اللہ کے سوا ربّ نہیں بنائے گا۔

اسلام پر آجکل ساری دنیا کی نظر ہے اور بڑی کثرت سے اسے بیہودہ قسم کے اعتراضات کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور معترضین حقیقی اسلامی تعلیم کا مطالعہ کیے بغیر یہ اعتراضات کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے، بعض مسلمان تنظیموں نے ذاتی مفادات کی خاطر اسلام کا انتہائی غلط تصور پیش کیا ہے۔ جس کے نتیجے میں مغربی ممالک اور غیر مسلموں کے دلوں میں مسلمانوں کے متعلق بداعتمادی میں اس حد تک اضافہ ہوا ہے کہ اچھے بھلے پڑھے لکھے لوگ بھی بانیِ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بے بنیاد اعتراض کرنے لگ گئے ہیں۔

ہر مذہب کا مقصد یہی رہا ہے کہ انسان کو خدا تعالیٰ کے قریب لایا جائے اور انسانی اقدار قائم کی جائیں۔ کسی بھی مذہب کے بانی نے یہ تعلیم نہیں دی کہ اس کے پیروکار دوسروں کے حقوق غصب کریں یا دوسروں سے ظالمانہ سلوک کریں۔ لہٰذا اِن چند بھٹکے ہوئے مسلمانوں کے اعمال کو اس طرح پیش نہیں کرنا چاہئے کہ اس کی آڑ میں اسلام اور اس کے بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا جائے۔ اسلام ہمیں تمام بانیانِ مذاہب کی عزت کرنے کا سبق دیتا ہے اور اسی لئے ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک بشمول عیسیٰ علیہ السلام، اُن تمام انبیاء پر ایمان لائیں جن کا 'کتابِ مقدس' یا 'قرآنِ کریم' میں ذکر آیا ہے۔ ہم تو رسولِ کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلام ہیں۔ اس لئے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے جانے والے اعتراضات کے باعث ہم سخت دکھی اور غمزدہ ہیں۔ اور اس کا اظہار ہم حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ اور قرآنِ کریم کی خوبصورت تعلیم کو پہلے سے بھی زیادہ کھول کر دنیا کے سامنے پیش کر کے کرتے ہیں۔

اگر کوئی شخص کسی خاص تعلیم کو ٹھیک انداز میں نہیں اپناتا اور اس کے باوجود وہ اس دین کی پیروی کرنے کا دعویٰ کرتا ہے تو اس میں تعلیم کی غلطی نہیں بلکہ وہ شخص غلطی خوردہ ہے جو اس تعلیم کی صحیح رنگ میں پیروی نہیں کر رہا۔ لفظ 'اسلام' کے معنے ہی امن، محبت اور حفاظت کے ہیں۔ یہ واضح قرآنی تعلیم ہے کہ دینی معاملات میں کوئی جبر نہیں۔ قرآن کریم اپنے آغاز سے اختتام تک محبت، الفت، امن، مفاہمت اور جذبہ قربانی کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآنِ کریم میں بار بار یہی ارشاد ہے کہ جو تقویٰ اختیار نہیں کرتا وہ خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا اور ایسا شخص اسلامی تعلیم سے بہت دور پڑا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے اگر کوئی شخص اسلام کو ایک انتہا پسند اور متشدّد مذہب کے طور پر پیش کرتا ہے، ایک ایسے مذہب کے طور پر جس میں خون خرابہ کی تعلیم ہے تو ایسی تصویر کشی کا حقیقی اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

احمدیہ مسلم جماعت صرف اور صرف حقیقی اسلام کی پیروی کرتی ہے اور خالصتاً خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر کام کرتی ہے۔ اگر کسی گرجا یا کسی بھی عبادتگاہ کو حفاظت کی ضرورت ہو تو وہ ہمیں اپنے شانہ بشانہ اپنے ساتھ کھڑا ہوا پائیں گے۔ ہماری مساجد سے اگر کوئی صدا گونجے گی تو وہ صرف اور صرف اَللّٰہُ اَکْبَر اور اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ کی صدا ہوگی۔

امنِ عالم کو تباہ کرنے میں اس بات کا بڑا دخل ہے کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت ذہین ہیں، پڑھے لکھے اور آزاد خیال ہیں۔ اس لئے وہ بانیانِ مذاہب کو تمسخر کا نشانہ بنانے کا اختیار رکھتے ہیں۔ معاشرہ میں امن کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایک اپنے دل کو دشمنی کے تمام تر جذبات سے پاک کرے اور اپنی قوتِ برداشت کو بڑھائے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر شخص ایک دوسرے کے نبی کی عزت و ناموس کے دفاع میں کھڑا ہو جائے۔ دنیا اس وقت ایک بے چینی اور مشکل کا شکار رہے اور اس بات کی متقاضی ہے کہ پیار اور محبت کا ماحول قائم کر کے ہم اس پریشانی اور خوف کو ختم کریں تا کہ ہم پیار اور امن کا پیغام اپنے ماحول میں پھیلائیں اور یہ کہ پہلے سے بھی زیادہ ہم آہنگی پیدا کرتے ہوئے ہم اس انداز میں جینا سیکھیں جو پہلے سے بہتر ہو اور یہ کہ ہم انسانی اقدار کی

باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: جماعت احمدیہ کا آغاز، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی، از صفحہ نمبر 2

والی ثابت ہوئی ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مقام ہے کہ اس کے بعد خدائی انعاموں کا دروازہ زیادہ سے زیادہ وسیع ہو کر کھل جانا چاہئے۔

الغرض حضرت مسیح موعودؑ نے اس اہم مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر نہایت سیر کن بحث کر کے ثابت کیا کہ گو قرآن شریف آخری شریعت ہے جس کے بعد قیامت تک کوئی اور شریعت نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں جن کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو آپ کی غلامی کے جوئے سے آزاد ہو کر آئے مگر مطلق نبوت کا دروازہ بند نہیں بلکہ کھلا ہے اور اس کے کھلا رہنے میں ہی اسلام کی عزت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی بلندی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

’’یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراءِ عظیم ہے۔ ہم جس قوتِ یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے۔ ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذّت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔ دنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اس طرح پر دے سکتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آ کر اس کا کمال ہو جاتا ہے جبکہ اسے بدر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر کمالاتِ نبوت ختم ہو گئے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 227-228۔ مطبوعہ ربوہ)

پھر فرماتے ہیں:۔

’’بجز اس کے کوئی نبی صاحبِ خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اُمّتی ہونا لازمی ہے .... سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔‘‘

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد22 صفحہ 30)

پھر فرماتے ہیں:

’’خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ سند نہیں۔‘‘

(الحکم مورخہ 17/اکتوبر 1902ء صفحہ 9 کالم 3)

پھر فرماتے ہیں:۔

’’اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمّتی ہو۔‘‘

(تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 411-412)

پھر فرماتے ہیں:

’’یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بارِ ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمّت میں سے مَیں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے مَیں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں‘‘۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 406-407)

اس بحث کے ختم کرنے سے پہلے یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ گو حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں شروع سے ہی آپ کے متعلق مُرسَل اور رسول اور نبی وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوتے آئے ہیں مگر چونکہ عام مسلمانوں کا یہ عقیدہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آ سکتا اور آپ پر بھی اس بارے میں ابھی تک خدا کی طرف سے پوری وضاحت نہیں ہوئی تھی اس لئے اوائل میں آپ مسلمانوں کے معروف عقیدہ کا احترام کرتے ہوئے ان الفاظ کی تاویل فرما دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ الفاظ محض جزوی مشابہت کے اظہار کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ مگر جب خدا کی طرف سے آپ پر حق کھل گیا اور آپ کو صریح اور واضح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا تو آپ نے کھلے طور پر اس کا اعلان فرمایا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

’’اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو مَیں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی۔‘‘

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد22 صفحہ 153-154)

اور اپنے ابتدائی انکار کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’جس جس جگہ مَیں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ مَیں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ مَیں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ مَیں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔‘‘

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 210-211)

تمام انبیاء کے مثیل ہونے کا دعویٰ

ایک دعویٰ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ تھا کہ چونکہ یہ دنیا کے موجودہ دور کا آخری زمانہ ہے اور میرے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ہر اُمّت کی اصلاح کا کام لینا ہے اس لئے خدا نے مجھے صرف مثیل مسیح یا مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی بنا کر نہیں بھیجا بلکہ تمام گزشتہ انبیاء کی صفات میرے اندر جمع کر دی ہیں اور مجھے مثیل انبیاء قرار دیا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں آپ کو ایک نہایت لطیف الہام بھی ہوا تھا جو یہ ہے کہ:۔

جَرِیُّ اللّٰہِ فِیۡ حُلَلِ الۡاَنۡبِیَآءِ

(تذکرہ صفحہ 63۔ مطبوعہ 2004ء)

’’یعنی ہمارا یہ مرسل تمام گزشتہ نبیوں کے لباس میں اور ان کی صفات سے متصف ہو کر آیا ہے۔‘‘

اس الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہو گا تا یہ امت مرحومہ دوسری اُمّتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔ پس اس نے مجھے پیدا کر کے ہر اک گزشتہ نبی سے مجھے اس نے تشبیہ دی .... گویا تمام انبیاء گزشتہ اس اُمّت میں دوبارہ پیدا ہو گئے۔‘‘

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد18 صفحہ 382)

پھر فرماتے ہیں:۔

’’خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ مَیں آدم ہوں۔ میں شیث ہوں۔ مَیں نوح ہوں۔ مَیں ابراہیم ہوں۔ مَیں اسحاق ہوں۔ مَیں اسماعیل ہوں۔ مَیں یعقوب ہوں۔ مَیں یوسف ہوں۔ مَیں موسیٰ ہوں۔ مَیں داؤد ہوں۔ مَیں عیسیٰ ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا مَیں مظہر اتمّ ہوں یعنی ظلّی طور پر محمد اور احمد ہوں۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 76۔ حاشیہ)

پھر فرماتے ہیں:۔

’’مَیں ان گناہوں کے دُور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کے رُو سے مَیں وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 228)

حضرت مسیح موعودؑ کا مقام

حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کے ذیل میں آپ کے مرتبہ اور مقام کا سوال بھی آتا ہے سو اس کے متعلق بھی اس جگہ ایک مختصر نوٹ بے موقعہ نہ ہو گا۔ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ دعویٰ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ساری دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا ہے اس لئے مجھے وہ روحانی طاقتیں عطا کی ہیں اور وہ مقام بخشا ہے جو اس کام کے لئے ضروری ہے۔ فرماتے ہیں:

’’چونکہ مَیں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا اور اس کی شریعت اکمل اور اتم تھی اور تمام دنیا کی اصلاح کے لئے تھی اس لئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں۔ تو پھر اس میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی ہے۔ وَھٰذَا تَحۡدِیۡثُ نِعۡمَۃِ اللّٰہِ وَلَا فَخۡرَ۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 157)

پھر فرماتے ہیں:۔

’’مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو مَیں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ 60)

اور اپنے اوپر ایمان لانے کو ضروری قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر اک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مؤاخذہ ہے۔‘‘

(خط بنام عبدالحکیم خان مرتد)

پھر فرماتے ہیں:۔

’’خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا وہ کاٹا جائے گا۔ بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔‘‘

(اشتہار 24/مئی 1897ء مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 104)

پھر فرماتے ہیں:۔

’’خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اسے مدارِ نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔‘‘

(اربعین۔ روحانی خزائن جلد17 صفحہ 435۔ حاشیہ)

پھر فرماتے ہیں:۔

’’مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ مَیں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور مَیں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ 61)

اپنے روحانی مقام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’مَیں اپنے ربّ سے اس مقام پر نازل ہوا ہوں جس کو انسانوں میں سے کوئی نہیں جانتا اور میرا بھید اکثر اہل اللہ سے بھی پوشیدہ اور دور تر ہے قطع نظر اس کے کہ عام لوگوں کو اس سے کچھ اطلاع ہو سکے .... پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس مت کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ۔‘‘

(ترجمہ از عربی عبارت خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 51-52)

پھر فرماتے ہیں:۔

’’جیسا کہ ہمارے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے مقام پر فائز تھے اور خاتم الانبیاء تھے اسی طرح مَیں ولایت میں ختم کے مقام پر فائز ہوں اور خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں آ سکتا مگر وہی جو مجھ میں سے ہو اور میرے عہد پر قائم ہو .... میرا قدم ایک ایسے مینار پر ہے جس پر تمام بلندیاں ختم ہیں۔‘‘

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد16 صفحہ 69-70)

پھر فرماتے ہیں:۔

’’خدا نے مجھ پر اپنے برگزیدہ رسول کا فیض نازل فرمایا اور اس فیض کو کامل و مکمل کیا اور اس نبی کے لطف و کرم کو میری طرف کھینچا حتّٰی کہ (کامل اتحاد کی وجہ سے) میرا وجود اس کا وجود ہو گیا۔ پس جو شخص کہ میری جماعت میں داخل ہوا وہ دراصل سید المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا .... اور جو مجھ میں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا۔‘‘

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد16 صفحہ 258-259)

حضرت مسیح موعودؑ کے مخصوص دعاوی اور آپ کے روحانی مقام کو بیان کرنے کے بعد ہم ان عام عقائد کا ذکر کرتے ہیں جن میں حضرت مسیح موعودؑ نے یا تو رائج الوقت

غلط عقائد کی اصلاح فرمائی ہے اور یا قرآن شریف سے استنباط کر کے ایسے نئے خیالات دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں جو اس سے پہلے اس رنگ میں دنیا کے سامنے نہیں آئے تھے۔

خدا کی کوئی صفت معطل نہیں ہے

پہلا عقیدہ جو حضرت مسیح موعودؑ نے بیان کیا وہ یہ تھا کہ خدا کی تمام صفات اس کی ذات کے ساتھ ابدی اور ازلی ہیں اور کوئی صفت بھی ایسی نہیں جو پہلے تو کسی زمانہ میں کام کرتی ہو اور اب معطّل ہو چکی ہو بلکہ ہر صفت اسی طرح قائم اور حیزّ عمل میں ہے جس طرح کہ پہلے تھی۔

اس عقیدہ کے بیان کرنے اور اس پر زور دینے کی اس لئے ضرورت پیش آئی کہ دوسری قومیں تو خیر الگ رہیں خود مسلمانوں کا ایک کثیر حصہ اس غلط خیال میں مبتلا ہو گیا تھا کہ خدا کی بعض صفات ایسی ہیں کہ وہ بے شک پہلے زمانوں میں تو زندہ اور چوکس تھیں مگر اب وہ معلّق اور معطّل ہو چکی ہیں اور آئندہ ان صفات کا ظہور بند ہے۔ مثلاً موجودہ زمانہ میں اکثر مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہو رہا تھا کہ خدا بے شک پہلے زمانوں میں بولتا تھا اور اپنے خاص لوگوں کے ساتھ کلام کرتا تھا مگر اب وہ کلام نہیں کرتا اور اس کی اس صفت کا ظہور بند ہو چکا ہے اسی طرح مسلمانوں کے ایک حصہ کا یہ عقیدہ بھی ہو چکا تھا کہ موجودہ زمانے میں خدا سنتا بھی نہیں اور یہ جو اسلام میں دعا پر زور دیا گیا ہے یہ صرف ایک عبادت اور اظہار عقیدت کا ذریعہ ہے۔ ورنہ یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ دعا کو سنے اور اس پر کوئی نتیجہ مرتب کرے وغیرہ وغیرہ۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اس قسم کے جملہ باطل خیالات کو سختی کے ساتھ رد کیا اور بڑے زور کے ساتھ فرمایا کہ خدا کی کوئی صفت بھی معطلّ نہیں بلکہ موجودہ زمانہ میں بھی اس کی ہر صفت اسی طرح ہوشیار اور حیزّ عمل میں ہے جس طرح کہ وہ پہلے زمانوں میں تھی۔ اور آپ نے صراحت کے ساتھ لکھا کہ خدا کی کسی صفت کو معطّل قرار دینا اس کی قدّوسیت اور ازلیّت پر ایک خطرناک حملہ ہے کہ گویا خدا کا ایک حصہ مردہ کی طرح ہو گیا ہے۔ چنانچہ جن جن صفات کو لوگ اپنی نادانی سے معطّل قرار دے رہے تھے آپ نے انہیں بڑے زبردست دلائل کے ساتھ زندہ اور چوکس ثابت کیا اور بتایا کہ اس قسم کے گندے خیالات محض اس وجہ سے پیدا ہوئے ہیں کہ لوگ خود گندوں میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے ان خدائی صفات کا مورد نہیں رہے۔

دعا محض عبادت نہیں بلکہ ایک زندہ اور زبردست طاقت ہے

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے جن صفات الٰہی کو عملاً معطل قرار دیا جا رہا تھا ان میں ایک صفت قبولیت دعا کی تھی۔ یعنی مسلمانوں کا ایک فریق مغربی ممالک کی دہریت سے متاثر ہو کر اور خود اپنی روحانیت کو کھو کر اس بات کا قائل ہو رہا تھا کہ دعا محض ایک عبادت ہے اور یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ دعا کو سن کر کوئی نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ ہندوستان میں اس گروہ کے لیڈر سر سیّد احمد خان صاحب مرحوم بانیٔ علیگڑھ کالج تھے۔ سیّد صاحب مسلمانوں کے ہمدرد اور خیر خواہ تھے اور اسلام کا درد بھی رکھتے تھے مگر روحانیت کے فقدان کی وجہ سے اور مغرب کے اعتراضوں سے گھبرا کر اس خیال کے قائل ہو گئے تھے کہ دعا صرف ایک عبادت ہے ورنہ یہ نہیں کہ انسان کی دعا قبولیت کی صورت میں کوئی نتیجہ پیدا کرتی ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس گندے عقیدے کے خلاف ایک رسالہ لکھ کر شائع فرمایا جس میں لکھا کہ سیّد صاحب کا یہ عقیدہ ایسا عقیدہ ہے جس نے خالق و مخلوق کے باہمی تعلق کو بالکل کمزور کر دیا ہے۔ آپ نے قرآنی آیات اور احادیث نبوی سے استدلال پکڑنے کے علاوہ اپنی مثال دے کر یہ دعویٰ پیش کیا کہ اگر کسی شخص کو قبولیت دعا کے مسئلہ میں شک ہو تو وہ میرے سامنے آ کر جس طرح چاہے تسلی کر لے۔ چنانچہ آپ نے سر سیّد مرحوم کو مخاطب کر کے لکھا:

اے کہ گوئی گر دعا ہا را اثر بودے کجاست
سوئے من بشتاب بنمائم ترا چوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرتہائے حق
قصہ کوتہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 33)

یعنی اے وہ جو یہ دعویٰ کر رہے ہو کہ اگر دعا میں کوئی اثر ہوتا ہے تو وہ کہاں ہے، تم جلدی سے میری طرف آ جاؤ کہ میں تمہیں سورج کی طرح دعا کا اثر دکھاؤں گا۔

ہاں ہاں خدا کی قدرتوں کے اسرار سے انکار نہ کرو اور اگر دلیل چاہتے ہو تو کسی لمبی بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آؤ اور میری قبول شدہ دعا کا نتیجہ دیکھ لو۔‘‘

ان اشعار میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جس قبول شدہ دعا کی طرف اشارہ کیا تھا وہ پنڈت لیکھرام والی پیشگوئی سے تعلق رکھتی تھی جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی دعا کے نتیجہ میں آپ کو الہاماً بتایا تھا کہ پنڈت صاحب اپنی شوخی اور گستاخی کی وجہ سے چھ سال کے اندر اندر عید کے دوسرے دن عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ واقعی دعا جیسے مسئلہ میں اصل ثبوت یہی ہے کہ عملاً دعا کا نتیجہ دکھا دیا جاوے۔ اگر دعا کا نتیجہ عملاً دکھا دیا جاوے تو یہ ایک ایسی قطعی شہادت ہوگی جس کے بعد کوئی عقلمند شخص انکار نہیں کر سکتا اور حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی سینکڑوں قبول شدہ دعائیں دکھا کر ثابت کر دیا کہ قبولیت دعا کا مسئلہ بالکل سچا اور یقینی ہے۔

الہام کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے

اسی طرح الہام اور کلام الٰہی کے متعلق آپ نے لکھا کہ اس دروازہ کو بند کرنے کا عقیدہ ایسا خطرناک اور مہلک ہے کہ اس سے خدا کے متعلق یقین اور عرفان پیدا کرنے اور اس کے نشانات کو دیکھنے کا رستہ بالکل مسدود ہو جاتا ہے اور انسان اپنے خالق و مالک کے متعلق گویا بالکل تاریکی میں رہ جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ چونکہ لطیف اور غیر محدود ہے اس لئے وہ نظر نہیں آ سکتا اب اگر اس کے کلام کا بھی دروازہ بند کر دیا جاوے تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ بندے اور خدا کے درمیان تمام علائق منقطع ہو جائیں اور کوئی جوڑنے والی کڑی درمیان میں باقی نہ رہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

بن دیکھے کس طرح کسی مہ رُخ پہ آئے دل
کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دل
دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی

آپ نے بار بار فرمایا کہ کلام الٰہی تو ایک ایسی چیز ہے کہ جو مذہب اس کا دروازہ بند کرتا ہے وہ یقیناً زندہ مذہب کہلانے کا حقدار نہیں بلکہ وہ ایک مردہ مذہب ہے جس میں زندگی کی کوئی بھی روح نہیں۔ کیونکہ ایسا مذہب بندے اور خدا کے درمیان ایک ایسی خلیج حائل کر دیتا ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے بندہ خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور خدا کا وجود محض ایک خشک فلسفیانہ خیال رہ جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

ہے غضب کہتے ہیں اب وحیِ خدا مفقود ہے
اب قیامت تک ہے اس اُمّت کا قصّوں پر مدار
گوہر وحیِ خدا کیوں توڑتا ہے ہوش کر
اک یہی دیں کے لئے ہے جائے عزّ وافتخار
یہ وہ گُل ہے جس کا ثانی باغ میں کوئی نہیں
یہ وہ خوشبو ہے کہ قرباں اس پہ ہو مشک تتار
ہے خدا دانی کا آلہ بھی یہی اسلام میں
محض قصوں سے نہ ہو کوئی بشر طوفاں سے پار

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

’’جبکہ خدا تعالیٰ کا جسمانی قانون قدرت ہمارے لئے اب بھی وہی موجود ہے جو پہلے تھا تو پھر روحانی قانون قدرت اس زمانہ میں کیوں بدل گیا؟ نہیں، ہرگز نہیں بدلا۔ پس وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ وحی الٰہی پر آئندہ کے لئے مہر لگ گئی ہے وہ سخت غلطی پر ہیں۔‘‘

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 80)

الہام الٰہی کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اور تشریح بھی فرمائی اور وہ یہ کہ یہ ضروری نہیں کہ صرف نیک اور پاک لوگوں کو ہی الہام ہو بلکہ بعض اوقات ادنیٰ درجہ کے لوگوں کو بھی الہام ہو جاتا ہے کیونکہ اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ عام لوگوں میں ایک شہادت پیدا کرنا چاہتا ہے کہ وہ الہام کے کوچہ سے بالکل بے خبر اور ناآشنا نہ رہیں مگر یہ الہام شاذ ہوتا ہے اور درجہ میں بھی ادنیٰ ہوتا ہے۔ لیکن جو الہام انبیاء کو یا خاص اولیاء کو ہوتا ہے اس میں کثرت کے علاوہ یہ خصوصیت بھی پائی جاتی ہے کہ وہ زیادہ مصفّا اور زیادہ شاندار ہوتا ہے اور اس میں خدا کے علم اور اس کی قدرت اور اس کی محبت کی خاص جھلک نظر آتی ہے اور بسا اوقات وہ دوستانہ کلام کا رنگ رکھتا ہے مگر اس کے مقابل پر عام لوگوں کا الہام ایسا ہوتا ہے جیسے کہ ایک بادشاہ بعض اوقات گھر کے ایک ادنیٰ نوکر یا چوہڑے سے بات کر لیتا ہے اور کثرت اور قلّت کے لحاظ سے ان دونوں میں ایسا فرق ہوتا ہے کہ جیسے ایک امیر کبیر آدمی کے مقابلہ پر جس کے پاس لاکھوں روپیہ ہو ایک غریب مفلس شخص کی حیثیت ہوتی ہے جس کے پاس صرف چند پیسے ہوں۔ پس دونوں میں اشتراک تو ہے مگر اس اشتراک کی وجہ سے دونوں کی بالمقابل حیثیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 236 تا 253۔ اشاعت 2008ء قادیان)

(باقی آئندہ)

بقیہ: حضور انور ایدہ اللہ کا پیغام
پوپ کے نام پیغام از صفحہ 10

پہچان کریں۔

دنیا میں بعض جگہوں پر آجکل چھوٹے پیمانہ پر لڑائیاں جنم لے رہی ہیں، جبکہ بعض دوسری جگہوں پر عالمی طاقتیں قیامِ امن اور اس کے لئے کوششیں کرنے کی دعویدار ہیں۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی کہ ظاہری طور پر تو ہمیں ایک بات بتائی جا رہی ہوتی ہے جبکہ حقیقت میں وہ در پردہ اپنی اصل ترجیحات اور پالیسیوں کی خفیہ طور پر پیروی کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ ایک اہم سوال ہے کہ کیا ایسے حالات میں دنیا میں امن قائم کیا جا سکتا ہے؟ اگر ہم دنیا کی صورتِ حال پر غور کریں تو بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایک اور عالمی جنگ کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد اگر صدق پر چلتے ہوئے عدل قائم کیا جاتا تو ہم دنیا کی موجودہ حالت نہ دیکھ رہے ہوتے جہاں یہ ایک دفعہ پھر جنگ کی زد میں ہے۔ بہت سے ممالک کے پاس جوہری ہتھیار ہیں اور اس کی وجہ سے بھی عناد اور دشمنیاں بڑھ رہی ہیں اور دنیا تباہی کے دہانے پر جا پہنچی ہے۔ اگر وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے یہ ہتھیار چل پڑے تو ہم مستقبل میں آنے والی کئی نسلوں کو جسمانی معذوریاں دینے والے بنیں گے اور یہ نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی۔ ابھی بھی وقت ہے کہ دنیا خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دے۔

مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادہ ضروری ہے کہ اب دنیا کی ترقی پر توجہ مرکوز کرنے کی بجائے ہم فوری طور پر دنیا کو اس تباہی سے بچانے کے لئے اپنی کوششوں کو بڑھائیں۔ اس امر کی فوری ضرورت ہے کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچانے کیونکہ وہی ہے جو انسانیت کی بقاء کا ضامن ہے ورنہ دنیا تو بڑی تیزی سے اپنی تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اگر آج انسان واقعتاً قیامِ امن میں کامیابی حاصل کرنے کا خواہاں ہے تو دوسروں میں عیب تلاش کرنے کی بجائے اسے اپنے اندر کے شیطان کو زیر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اپنی برائیاں ختم کر کے انسان کو عدل کی بہترین مثال قائم کرنی چاہئے۔ مَیں بارہا دنیا کو اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں کہ ایک دوسرے کی نسبت حد سے بڑھی ہوئی یہ دشمنیاں انسانی اقدار کو نابود کر رہی ہیں اور اسی طرح دنیا کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہیں۔

آپ چونکہ دنیا میں ایک نہایت مؤثر آواز کے حامل ہیں۔ اس لئے مَیں آپ سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ دنیا کو بتائیں کہ لوگ خدا کے قائم کردہ عدل کی راہ میں روکیں ڈالنے کی وجہ سے بڑی تیزی کے ساتھ مکمل تباہی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور یہ وہ پیغام ہے جسے روزِ روشن کی طرح نمایاں کر کے اس قدر وسعت سے پھیلانا چاہئے کہ جتنا پہلے کبھی نہ پھیلایا گیا ہو۔

دنیا کے تمام مذاہب کو مذہبی ہم آہنگی پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور تمام دنیا کے رہنے والوں کو آپس میں محبت، پیار اور اخوّت کے جذبہ کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ میری دعا ہے کہ ہم سب اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور دنیا میں امن و محبت کو قائم کرنے، نیز دنیا کو اپنے خالق کی پہچان کروانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ ہمارے پاس تو دعائیں ہی ہیں اور ہم مسلسل خدا سے یہ دعائیں کر رہے ہیں کہ دنیا اس تباہی سے بچ جائے۔ مَیں دعا کرتا ہوں کہ ہم اس تباہی سے بچ جائیں جو ہماری منتظر ہے۔

والسلام

مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس
امام احمدیہ مسلم جماعت عالمگیر

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

بقیہ: خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ از صفحہ نمبر 16

site پہ چلے جانا یہ غلط ہے اور بچوں کو تو ویسے بھی نہیں جانا چاہئے۔ چودہ پندرہ سال کے جو لڑکے ہیں میں ان کی بات کر رہا ہوں کہ وہ دیکھیں۔

پھر آجکل یہاں بچوں میں ایک اور بڑی بیماری ہے، ماں باپ سے مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمیں موبائل لے کے دو۔ دس سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو موبائل ہمارے ہاتھ میں ہونا چاہئے ۔ آپ کوئی بزنس کر رہے ہیں؟ آپ کوئی ایسا کام کر رہے ہیں جس کی منٹ منٹ کے بعد فون کر کے آپ کو معلومات لینے کی ضرورت ہے؟ پوچھو تو کہتے ہیں ہم نے اپنے ماں باپ کو فون کرنا ہوتا ہے۔ ماں باپ کو اگر فون کرنا ہوتا ہے تو ماں باپ خود پوچھ لیں گے۔ اگر ماں باپ کو آپ کے فون کی فکر نہیں ہے تو آپ کو بھی نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ فون سے پھر غلط عادتیں پیدا ہوتی ہیں۔ فونوں سے بعض لوگ خود رابطے کر لیتے ہیں جو پھر بچوں کو ورغلاتے ہیں، گندی عادتیں ڈال دیتے ہیں، بیہودہ قسم کے کاموں میں ملوث کر دیتے ہیں۔ اس لئے یہ فون بھی بہت نقصان دہ چیز ہے۔ اس میں بچوں کو ہوش ہی نہیں ہوتی کہ وہ انہی کی وجہ سے غلط کاموں میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے اس سے بھی بچ کے رہیں۔

ٹی وی کا پروگرام جیسا کہ مَیں نے ابھی بات کی ہے، اس میں بھی کارٹون یا بعض پروگرام جو معلوماتی ہیں وہ دیکھنے چاہئیں۔ لیکن بیہودہ اور لغو پروگرام جتنے ہیں ان سے بچنا چاہئے۔ اول تو آپ کے والدین یہاں بیٹھے ہیں جو اگر وہ سن لیں یا جو بڑے بچے ہیں وہ ویسے ہوش میں ہوتے ہیں وہ بھی دیکھ لیں کہ گھروں میں جو بیہودہ چینل ہیں ان کو تو ویسے ہی لاک کیا ہونا چاہئے، جیسے انٹرنیٹ میں ویسے ٹی۔وی پر بھی لاک ہو جاتے ہیں۔ سو یہ دیکھنے ہی نہیں چاہئیں اور کہیں غلطی سے کوئی آ بھی گیا تو فوراً اس کو بدل دینا چاہئے۔ تبھی آپ لوگ ایک احمدی بچے کا صحیح کردار ادا کر سکیں گے۔ اس کے بغیر آپ میں اور دوسرے بچوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دنیا کو ایک فرق نظر آنا چاہئے کہ یہ احمدی بچے ہیں۔ ان کی زندگی، ان کا رہن سہن، ان کا کردار دوسروں سے مختلف ہے۔ ان کو آداب اور اخلاق آتے ہیں۔ جب ملتے ہیں تو سلام کرتے ہیں۔ ملتے ہیں تو عاجزی سے بڑوں کے سامنے اپنا اظہار کرتے ہیں۔ بڑوں کا کہنا مانتے ہیں۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ میں نے یہاں مختلف سکولوں کے ایک دو ہیڈ ٹیچر سے اور دوسرے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹس کے بعض افسران سے بھی بات کی ہے، جنہوں نے مجھے بتایا کہ احمدی بچے دوسرے بچوں سے سکولوں میں مختلف ہیں۔ پڑھائی کی طرف بھی زیادہ توجہ دیتے ہیں اور ویسے بھی اخلاقی لحاظ سے بہتر ہیں۔ پس یہ جو آپ کی پہچان ہے اس پہچان کو ہمیشہ قائم رکھیں۔ اگر قائم نہیں رکھیں گے تو پھر آپ کے احمدی ہونے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ دنیا آپ کو دیکھتی ہے۔ آپ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ آپ کو کوئی نہیں جانتا لیکن سکول کی ایڈمنسٹریشن جو ہے وہ اس بات پر نظر رکھ رہی ہوتی ہے کہ دیکھیں ان کے بچے کیسے ہیں؟ جب کسی اچھے بچے کو دیکھتے ہیں۔ ایسے بچے کو دیکھتے ہیں جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ ایسے بچے کو دیکھتے ہیں جو پڑھائی میں بہت اچھا ہے، ہوشیار ہے، توجہ دے رہا ہے۔ اس کی طرف پھر ٹیچر بھی اور سکول کی انتظامیہ بھی توجہ دیتی ہے اور یہ توجہ پھر آپ کے فائدے کے لئے، آپ کی پڑھائی میں آپ کے لئے بہتر ثابت ہوتی ہے، ممد اور معاون ثابت ہوتی ہے۔ آپ کی مدد کرتی ہے۔

پس اس بات کو جو اکثر احمدی بچوں میں ہے، اس کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ نے کبھی نہیں چھوڑنا کہ آپ کا ایک کردار ہے جو سکول میں بھی آپ کو، آپ کے اساتذہ کو اور آپ کی انتظامیہ کو نظر آنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثر میں نے دیکھا ہے کہ لڑکے بھی پڑھائی کی طرف توجہ دیتے ہیں لیکن لڑکیوں کی تعداد زیادہ ہے۔ یاد رکھیں کہ آئندہ جماعت کی ذمہ داریاں بھی لڑکوں پہ، مردوں پہ زیادہ پڑنی ہیں اور ملک کی ذمہ داریاں بھی آپ لوگوں نے ہی ادا کرنی ہیں۔ اس لئے آپ لوگوں کو لڑکیوں سے آگے بڑھنا چاہئے۔ لڑکیاں gymnasium میں پڑھ رہی ہوتی ہیں۔ لڑکے سے پوچھیں تو جواب ہوتا ہے کہ پتہ نہیں gesamtschule میں جا رہا ہوں۔ فلاں جگہ جا رہا ہوں۔ کیوں؟ لڑکیاں کیوں ہوشیار ہیں؟ اس لئے کہ وہ گھر میں رہ کے پڑھائی کی طرف توجہ دیتی ہیں اور آپ جب چودہ سال کے ہوتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے ہو گئے۔ اب آزاد ہو گئے ہیں۔ اب ہم اِدھر اُدھر کھیلیں گے۔ کھیلیں گے تو فٹ بال کھیلتے چلے جائیں گے۔ ٹی۔وی دیکھیں گے تو دیکھتے ہی چلے جائیں گے۔ ہر کام کو وقت دیں۔ کھیلنا ضروری ہے۔ صحت کے لئے ضروری ہے۔ فٹ بال ضرور کھیلیں، جو بھی گیم پسند ہے آپ کو وہ کھیلیں۔ یہاں جو فٹ بال کا رواج ہے اس لئے میں کہہ رہا ہوں۔ ایک گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ جو شام کا وقت ہے وہ ضرور کھیلنا چاہئے۔ اسکول میں جو وقت ہے اس میں کھیلنا چاہئے۔ ٹی۔وی بھی دیکھنا چاہئے۔ اس سے معلومات بڑھتی ہیں لیکن ایسا پروگرام دیکھیں جو معلومات والا ہو۔ لیکن انٹرنیٹ پہ بیٹھے رہنا ٹھیک نہیں کہ اس میں صرف فضول باتیں ہی ہوتی ہیں۔ یا پھر بیٹھنا ہے تو اپنے بڑوں کو بتا کر بیٹھیں کہ یہ پروگرام دیکھ رہے ہیں، دیکھو کتنا اچھا پروگرام اس پر آ رہا ہے۔ اسی طرح جیسا کہ میں نے کہا ٹیلی فون وغیرہ کے مطالبے جو بچے دس سال کی عمر میں کر دیتے ہیں وہ بالکل غلط چیزیں ہیں اور ماں باپ کو بچوں کی ایسی باتیں ماننی بھی نہیں چاہئیں۔

پس آپ لوگ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جن باتوں کی طرف میں توجہ دلا رہا ہوں ان میں اعتدال ہو۔ یا اِس طرف بہت زیادہ چلے گئے یا اُس طرف چلے گئے، یہ دونوں چیزیں غلط ہیں۔ اگر اعتدال ہوگا تو آپ لوگوں کی زندگی بھی ہمیشہ اچھی طرح گزرے گی اور بڑے ہو کر آپ ایک اچھے انسان بن سکیں گے۔ وہ انسان بن سکیں گے جن کی جماعت کو ضرورت ہے۔ پس اس چیز کو ہمیشہ اپنے ذہنوں میں رکھیں کہ آپ احمدی بچے ہیں اور آپ نے دوسروں سے مختلف ہونا ہے۔ آپ نے اپنے ہر کام میں دوسروں سے اچھا ہونا اور اپنے آپ کو اچھا ثابت کرنا ہے۔ ہر کام میں آپ نے آگے بڑھنا ہے۔ ہر احمدی بچہ جو ہے وہ اسکول میں پوزیشن لینے والا ہونا چاہئے۔ پڑھائی کی طرف توجہ دینے والا ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ بعض گھر کے مسائل ہیں یا کسی وجہ سے پریشانی ہے تو آپ پڑھائی کی طرف سے توجہ چھوڑ دیں۔ آپ اپنے کام سے کام رکھیں اور پڑھائی کی طرف توجہ دیتے چلے جائیں۔

پھر ایک بیماری جس کا بچپن میں احساس نہیں ہوتا اور مذاق مذاق میں انسان بچپن میں بھی کر رہا ہوتا ہے۔ بعض بڑے لوگ بھی احتیاط نہیں کرتے تو ان کی دیکھا دیکھی کر جاتا ہے، وہ جھوٹ کی بیماری ہے۔ غلط بات کرنے کی بیماری ہے۔ اپنی طرف سے مذاق کر رہے ہوتے ہیں کہ جی میں نے یہ بات کہہ دی حالانکہ وہ بات اس طرح نہیں ہوتی۔ اسی طرح پھر جھوٹ کی عادت پڑتی ہے۔ پس ہلکا سا بھی جھوٹ ایک احمدی بچے میں نہیں ہونا چاہئے۔

پھر جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا کہ والدین کی عزت بہت اہم بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے کہ والدین کی عزت کرو۔ ان سے احسان کا سلوک کرو۔ ان کے لئے دعا کا حکم ہے کہ جس طرح وہ بچپن میں میری پرورش کرتے رہے، میری خاطر تکلیفیں برداشت کرتے رہے اور اب تک کر رہے ہیں۔ آپ کے ماں باپ جو کما رہے ہیں اس کو آپ پر خرچ بھی کر رہے ہیں، آپ کی تعلیم پر خرچ کر رہے ہیں۔ آپ کے کپڑوں پر خرچ کر رہے ہیں۔ اس کا ایک بچے کو شکر گزار ہونا چاہئے۔ دس گیارہ سال کی عمر ہوش وحواس کی عمر ہوتی ہے۔ اور پندرہ سال کا جو طفل ہوتا ہے، چودہ سال کا جو طفل ہوتا ہے اس کو تو بہت اچھی طرح علم ہونا چاہئے کہ ماں باپ کا یہ میرے پہ احسان ہے کہ وہ میرے اخراجات بھی پورے کر رہے ہیں۔ میرے خرچ پورے کر رہے ہیں۔ میری پڑھائی پہ توجہ دے رہے ہیں۔ سکولوں کی فیسیں ادا کر رہے ہیں۔ بسوں میں جانے کے لئے کرایہ ادا کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ سے آپ ان کے شکر گزار ہوں اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ یہ والدین کا احسان ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ تم اس کا بدلہ کبھی نہیں اتار سکتے۔ لیکن اس کے بدلے میں تمہارا بھی ان سے ایک اچھا اور احسان کا تعلق ہونا چاہئے اور ہمیشہ ان کے لئے دعا مانگو کہ اے اللہ تعالیٰ جس طرح وہ مجھ پر رحم کرتے ہیں تو بھی ان پر ہمیشہ رحم کرتا رہ۔ یہ عادت پڑے گی تو آپ لوگوں کے دلوں میں والدین کی عزت بھی قائم ہوگی اور پھر آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ بھی اس بات پہ خوش ہوگا اور آپ لوگ اللہ تعالیٰ کی خوشی کی وجہ سے انشاء اللہ اور بہتر انسان بن سکیں گے۔

پھر ایک اہم بات یہ ہے کہ اطفال الاحمدیہ کی عمر سات سال سے لے کے پندرہ سال کی عمر ہے۔ سات سال کی عمر سے لے کے دس سال کی عمر تک بچے کو نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ اس کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اور بچوں کو خود عادت ہونی چاہئے کہ ہم نے نمازیں پڑھنی ہیں اور پھر یہاں تک حکم ہے کہ دس سال کے بعد تھوڑی سی سختی بھی کرو تو دس سال، بارہ سال کی عمر میں اگر ماں باپ آپ کو کہتے ہیں کہ بچے نماز پڑھو اور سختی بھی کرتے ہیں تو آپ لوگوں کو برا نہیں ماننا چاہئے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اسی عمر میں اگر نمازوں کی عادت پڑ گئی تو آئندہ ہمیشہ نمازوں کی عادت پکی رہے گی۔ آپ دیکھ لیں کہ جتنے نمازیں پڑھنے والے لوگ ہیں، جن کو پانچ وقت نماز پڑھنے کی عادت ہے ان میں سے اکثریت وہی ہیں جن کو بچپن میں نمازیں پڑھنے کا شوق تھا۔ جو بچپن میں اچھے ماحول میں رہے اور جب جوانی میں قدم رکھا تب بھی اچھے ماحول میں قدم رکھا۔

بعض لوگ بچپن میں جیسا کہ میں نے کہا اچھے ماحول میں ہوتے ہیں۔ جماعت کی خدمت بھی کرتے ہیں۔ اطفال الاحمدیہ کے اجلاسوں میں بھی آتے ہیں۔ مسجد میں بھی آتے ہیں لیکن جہاں چودہ پندرہ سال کے ہوتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہم آزاد ہو گئے۔ لیکن اکثریت ایسی ہے جن کو نمازیں پڑھنے کی عادت ہوتی ہے۔ وہ پھر ہمیشہ چلتی ہے اور جو بچپن میں توجہ نہیں دیتے وہ بڑے ہو کے بھی توجہ نہیں دیتے اور نماز جو ہے ایک مسلمان پر فرض ہے اور مردوں پر تو مسجد میں جا کر پڑھنا بہت زیادہ فرض ہے۔ پس اطفال الاحمدیہ کو جو دس بارہ سال کی عمر کے ہیں یا اس سے اوپر، انکو تو جہاں تک ہو سکے اپنے والدین کے ساتھ اپنے نماز سنٹر میں جا کے نمازیں پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر ایک بہت اہم چیز یہ ہے کہ قرآن کریم پڑھنا۔ بہت سارے بچے خواہش کرتے ہیں اور میرے سے آمین بھی کروا لیتے ہیں۔ چھ سات آٹھ سال نو سال کی عمر تک آمین ہو جاتی ہے بلکہ بعض پانچ سال کی عمر میں قرآن شریف پڑھ لیتے ہیں لیکن یہاں کچھ والدین بھی بیٹھے ہیں میں ان سے بھی کہوں گا کہ وہ اس کے بعد بچوں کو قرآن شریف پڑھانے پہ توجہ نہیں دیتے۔ تو والدین بھی توجہ دیں اور جو بچے دس گیارہ سال کی عمر میں ہیں بلکہ نو سال کی عمر کے بھی، جب قرآن شریف ختم کر لیا ہے تو خود بھی روزانہ چاہے آدھا رکوع ہی پڑھیں، قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ قرآن کریم پڑھنے کی عادت ہوگی تو پھر آہستہ آہستہ اس کو سمجھنے کی بھی آپ کو عادت پڑے گی۔ اور جب وہ قرآن شریف کو سمجھیں گے تو پھر آپ کو پتا لگے گا کہ ایک احمدی مسلمان بچے کی کیا ذمہ داریاں ہیں جن کو اس نے ادا کرنا ہے تاکہ پھر وہ دین کی بھی صحیح طرح خدمت کر سکے اور معاشرے کے حق بھی ادا کر سکے اور اللہ تعالیٰ کے حق بھی ادا کر سکے، اپنی حکومت کے حق بھی ادا کر سکے، اپنے بڑوں کے حق بھی ادا کر سکے، اپنے ساتھیوں کے حق بھی ادا کر سکے۔ پس یہ قرآن کریم پڑھنا بہت ضروری ہے اور جو تیرہ چودہ سال کے بچے ہیں ان کو کوشش کرنی چاہئے کہ ترجمے سے قرآن کریم پڑھنا شروع کر دیں۔ ابھی سے ہی یہ بات آپ میں پیدا ہو جائے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ بڑے ہو کر وہ انسان بن سکیں گے جن کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ ان میں ایسی صلاحیتیں پیدا ہو گئی ہیں کہ یہ اب انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کی ترقی میں اہم کردار ادا کرنے والے ہیں اور اس ترقی کا حصہ بنیں گے جو اللہ تعالیٰ نے جماعت کے لئے مقدّر کی ہے۔ پس آپ لوگ ہمیشہ ان باتوں کو یاد رکھیں۔ نمازوں کی طرف توجہ دیں۔ اپنے اخلاق کی طرف توجہ دیں۔ قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ دیں۔ اپنی اسکول کی پڑھائی کی طرف توجہ دیں۔ بڑوں کے ادب کی طرف توجہ دیں۔ اور آپس میں بچے بھی ایک دوسرے سے پیار اور محبت سے رہنا سیکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

امریکہ میں احمدیت کی تاریخ کا ایک ورق

جماعت احمدیہ امریکہ کے اردو ماہنامہ ’’النور‘‘ ستمبر/اکتوبر 2009ء میں امریکہ میں احمدیت کے آغاز کے حوالہ سے حضرت مولوی حسن علی صاحب کا ایک صدی قبل کا تحریرکردہ ایک مضمون شامل اشاعت کیا گیا ہے جو اخبار ’’بدر‘‘ قادیان کی ایک پرانی اشاعت سے لیا گیا ہے۔

محترم شیخ محمد الیگزینڈر رسل ویب

امریکہ کے شہر ہڈسن علاقہ نیویارک میں 1846ء میں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام الیگزینڈر رسل ویب رکھا گیا۔ اس شخص کا باپ ایک نامی و مشہور اخبار کا ایڈیٹر و مالک تھا۔ ویب صاحب نے کالج میں پوری تعلیم پائی اور اپنے باپ کے نقش قدم پر چل کر ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا۔ ویب صاحب کی لیاقت علمی، طرز تحریر کا شہرہ دُور دُور ہوا تو روزنامہ ’’سینٹ جوزف مسوری ڈیلی گزٹ‘‘ کا ایڈیٹر بننے کی پیشکش ہوئی۔ پھر اس کے بعد کئی اخبارات کی ادارت آپ کے سپرد ہوتی رہی۔ جس اخبار کے ویب صاحب ایڈیٹر رہے وہ امریکہ کا دوسرا بڑا اخبار تھا۔ آپ کی لیاقت کے اعتراف میں بعدازاں آپ کو فلپائن میں امریکہ کا سفیر مقرر کیا گیا۔

1872ء میں مسٹر ویب نے دین عیسوی کو ترک کردیا۔ انہوں نے دیکھا کہ عیسائی مذہب سراسر خلاف عقل و عدل ہے۔ کئی برس تک ویب صاحب کا کوئی دین نہ تھا لیکن ان کو ایک قسم کی بے چینی تھی چنانچہ مختلف ادیان پر غور کرتے رہے۔ پہلے بُدھ مذہب کی کامل تحقیقات کی لیکن اس مذہب کو تشفی بخش نہ پایا۔ اسی زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدّد زمان کے انگریزی اشتہارات کی یورپ و امریکہ میں خوب اشاعت ہورہی تھی۔ ویب صاحب نے اس اشتہار کو دیکھا اور مرزا صاحب سے خط و کتابت شروع کی جس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ویب صاحب نے دین اسلام قبول کرلیا۔

حضرت حاجی عبداللہ عرب صاحب ایک میمن تاجر تھے جو پہلے کلکتہ میں تجارت کرتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے لاکھ دو لاکھ کی پونجی کا ان کو سامان کردیا تو ہجرت کر کے مدینہ میں جابسے۔ وہاں باغوں کے بنانے میں بہت کچھ صرف کیا۔ بہت عمدہ باغ تیار تو ہوگئے لیکن عرب کے بدوؤں کے ہاتھوں پھل ملنا مشکل تھا۔ آخر بیچارے پریشانی میں مبتلا ہوئے اور جدّہ میں مختصر پونجی سے تجارت شروع کردی۔ بمبئی سے تجارتی تعلق ہونے کی وجہ سے ہندوستان بھی کبھی آجاتے۔ آپ ایک نہایت اعلیٰ درجہ کے مومن اور مادرزاد ولی تھے۔ مثل بچوں کے دل گناہوں سے پاک وصاف، خدا پر بہت ہی بڑا توکّل، ہمت نہایت بلند، مسلمان کی خیرخواہی کا وہ جوش کہ صحابہ یاد پڑجائیں۔ مجھ کو آپ کے ساتھ رہنے کا عرصہ تک موقعہ ملا۔ اگر میں ان کی روحانی خوبیوں کو لکھوں تو بہت طول ہوجائے گا۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس آخری زمانہ میں بھی اس قسم کے مسلمان موجود ہیں۔ مکہ معظّمہ میں نہر زبیدہ کی اصلاح کے لئے قریب چار لاکھ روپیہ چندہ عبداللہ عرب صاحب کی کوشش سے ہی جمع ہوا تھا۔

عبداللہ عرب صاحب نے جب الیگزینڈر رسل ویب سفیر امریکہ کے مسلمان ہونے کا حال سنا تو فوراً انگریزی میں خط لکھوا کر ویب صاحب کے پاس روانہ کیا۔ ویب صاحب نے بھی ویسی ہی گرمجوشی کے ساتھ جواب دیا اور خواہش ظاہر کی کہ اگر آپ کسی طرح منیلا (فلپائن) آسکتے تو امریکہ میں اشاعت اسلام کے کام میں کچھ صلاح و مشورہ کیا جاتا۔ حاجی عبداللہ عرب صاحب کو حضرت سید اشہدالدین جھنڈے والے سے بیعت ہے۔ جب کوئی اہم کام درپیش ہوتا ہے تو آپ اپنے پیرومرشد سے ضرور صلاح و مشورہ لیتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے جب اپنے مرشد سے منیلا جانے کے بارے میں استفسار کیا تو حضرت پیر صاحب نے استخارہ کیا اور کہا کہ ضرور جاؤ، اس سفر میں کچھ خیر ہے۔ عبداللہ عرب نے مجھ کو خط لکھا کہ مَیں بھی منیلا چلوں کیونکہ آپ انگریزی نہیں جانتے اور ویب صاحب اُردو نہیں جانتے اس لئے ایک مترجم ضروری ہے۔

مَیں اُس زمانہ میں کٹک میں تھا۔ کلکتہ میں حاجی صاحب میرا انتظار کرتے رہے مگر مسلمانان کٹک نے مجھ کو جلد رخصت نہ دی۔ آخر وہ ایک یوریشین نومسلم کو لے کر منیلا چلے گئے۔ اس سفر میں حاجی صاحب کا ہزار روپیہ سے زیادہ صرف ہوا۔

ویب صاحب سے ملاقات ہوئی تو یہ بات طے پائی کہ ویب صاحب سفارت کے عہدہ سے استعفیٰ دیدیں اور حاجی عبداللہ عرب صاحب امریکہ میں اشاعت اسلام کے لئے چندہ جمع کریں۔ حاجی صاحب نے ہندوستان واپس آکر مجھ سے ملاقات کی اور میرے ذریعہ سے ایک جلسہ حیدرآباد میں منعقد ہوا جس میں چھ ہزار چندہ بھی جمع ہوا۔ مَیں نے حاجی صاحب سے کہہ دیا کہ ویب صاحب کو اُس وقت تک عہدہ سے علیحدہ ہونے کو نہ لکھیں جب تک چندہ پورا جمع نہ ہولے۔ لیکن حاجی صاحب نے اپنے جوش میں میری نہ سنی اور بمبئی سے تار دیا کہ سب ٹھیک ہے، نوکری سے استعفیٰ داخل کردو۔ چنانچہ ویب صاحب ہندوستان آئے۔ مَیں بمبئی سے ساتھ ہوا۔ بمبئی، پونہ، حیدرآباد میں ویب صاحب نے مجھ سے کہا کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب کا مجھ پر بڑا احسان ہے، اُنہی کی وجہ سے میں مشرف بہ اسلام ہوا۔ مَیں اُن سے ملنا چاہتا ہوں۔ مرزا صاحب کی بدنامی وغیرہ کا جو قصہ میں نے سنا تھا اُن کو سنایا۔ ویب صاحب نے حضرت مرزا صاحب کو ایک خط لکھوایا۔ جس کا جواب آٹھ صفحہ کا حضرت نے لکھ کر بھیجا اور مجھ کو لکھا کہ لفظ بہ لفظ ترجمہ کرکے ویب صاحب کو سنا دینا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ ویب صاحب نہایت شوق و ادب کے ساتھ حضرت اقدس کا خط سنتے رہے۔ خط میں حضرت نے اپنے اس دعویٰ کو مع دلیل کے لکھا تھا۔ پنجاب کے علماء کی مخالفت اور عوام میں شورش کا تذکرہ تھا۔ حضرت نے یہ بھی لکھا تھا کہ مجھ کو بھی تم سے (یعنی ویب صاحب سے) ملنے کی بڑی خواہش ہے۔

ویب صاحب، حاجی عبداللہ عرب صاحب اور مَیں نے غور کرکے فیصلہ کیا کہ ایسے وقت میں کہ ہندوستان میں چندہ جمع کرنا ہے مصلحت نہیں ہے کہ ایک ایسے بدنام شخص سے ملاقات کرکے اشاعت اسلام کے کام میں نقصان پہنچایا جائے۔ اب اس بدفیصلہ پر افسوس آتا ہے۔

ویب صاحب لاہور گئے تو اسی خیال سے قادیان نہ گئے لیکن بہت بڑے افسوس کی بات یہ ہوئی کہ ایک شخص نے ویب صاحب سے پوچھا کہ آپ قادیان حضرت مرزا صاحب کے پاس کیوں نہیں جاتے تو انہوں نے یہ گستاخانہ جواب دیا کہ قادیان میں کیا رکھا ہے!۔ لوگوں نے ویب صاحب کے اس نامعقول جواب کو حضرت اقدسؑ تک بھی پہنچادیا۔

غرض ہندوستان کے مشہور شہروں کی سیر کرکے ویب صاحب تو امریکہ جاکر اشاعت اسلام کے کام میں سرگرم ہوگئے۔ دو ماہ تک مَیں اُن کے ساتھ رہا۔ وہ حقیقت میں آدمی معقول ہیں اور اسلام کی سچی محبت اُن کے دل میں ہے۔ مجھ سے جہاں تک ہوسکا اُن کی معلومات بڑھانے، کج خیالات کو درست کرنے اور مسائل ضروری کی تعلیم دینے میں کوشش کی اور شیخ محمد میرا ہی رکھا ہوا اُن کا نام ہے۔

ہندوستان کے مسلمانوں نے چندہ کا وعدہ تو کیا تھا لیکن ادا ہوتا ہوا نظر نہیں آتا تھا۔ حاجی عبداللہ عرب صاحب نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارا اور پھر سخت مایوسی کی حالت میں اپنے مُرشد کی خدمت میں جاکر سارا ماجرا عرض کیا۔ حضرت پیر صاحب نے استخارہ کیا تو معلوم ہوا کہ انگلستان اور امریکہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے روحانی تصرفات کی وجہ سے اشاعتِ اسلام ہورہی ہے اُن سے دعا منگوانے سے کام ٹھیک ہوجائے گا۔ اس پر حاجی صاحب نے بیان کیا کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب کی علمائے پنجاب و ہند نے تکفیر کی ہے ان سے کیونکر اس بارہ میں کہا جائے۔ اس بات کو سن کر شاہ صاحب نے بہت تعجب کیا اور دوبارہ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور استخارہ کیا۔ خواب میں جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرزا غلام احمد اس زمانہ میں میرا نائب ہے وہ جو کہے وہ کرو۔ صبح کو شاہ صاحب نے کہا کہ اب میری حالت یہ ہے میں خود مرزا صاحب کے پاس چلوں گا اور اگر وہ امریکہ جانے کا کہیں تو میں جاؤں گا۔ جبکہ حاجی عبداللہ عرب صاحب نے اور دوسرے صاحبوں نے خواب کا حال سنا اور پیر صاحب کے ارادہ سے واقف ہوئے تو مناسب نہ سمجھا کہ پیر صاحب خود قادیان جائیں۔ سب نے عرض کیا کہ آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں۔ آپ کی طرف سے کوئی دوسرے صاحب حضرت مرزا صاحب کے پاس جاسکتے ہیں۔ چنانچہ پیر صاحب کے خلیفہ عبداللطیف صاحب اور حاجی عبداللہ عرب صاحب قادیان گئے اور سارا قصہ بیان کرکے خواستگار ہوئے کہ حضرت اقدسؑ اس طرف متوجہ ہوں تاکہ اشاعت اسلام کا کام امریکہ میں عمدگی سے چلنے لگے۔

حاجی عبداللہ عرب صاحب سے مجھ کو ایک اَور عجیب بات معلوم ہوئی کہ قسطنطنیہ میں سیّد فضل صاحب ایک باکمال بزرگ رہتے ہیں جن کو سلطان روم بہت پیار کرتے ہیں۔ سید فضل صاحب کے بزرگوں میں ایک شیخ گزرے ہیں جو صاحبِ کشف و کرامات تھے۔ وہ اپنے ملفوظات میں لکھ گئے ہیں کہ آخری زمانہ میں مہدی علیہ السلام تشریف لائیں گے تو مغربی ملکوں میں ایک بہت بڑی قوم گورے رنگ والی حضرت مہدی علیہ السلام کی بڑی معین و مددگار ہوگی اور وہ سب داخلِ اسلام ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محترم شیخ محمد الیگزینڈر رسل ویب صاحب نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی وفات پر جو خط لکھا اس میں حضرت صاحب کے ساتھ اپنی بیس سالہ واقفیت کا ذکر کرتے ہوئے اقرار کیا ہے کہ بیشک مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے انبیاء میں سے تھے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ یکم اپریل 2009ء میں ’’خلافتِ محمودؓ‘‘ کے عنوان سے مکرم عبدالسلام صاحب کی ایک خوبصورت نظم شامل اشاعت ہے۔ اس طویل نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

فتح و ظفر کا سہرا سدا اس کے سر رہا
نظروں میں حق تعالیٰ کی پر اس کا گھر رہا
خندہ زنی سے تارے بکھیرے جو چارسُو
لیکن خدا کے سامنے باچشمِ تر رہا
جب کھٹکھٹایا اپنی جبیں سے خدا کا دَر
اس کی طرف وہ آتا تھا لاریب دوڑ کر

وہ صاحبِ قلم تھا سلطان البیان بھی
رحمت کا وہ نشان تھا حق کا نشان بھی
اس کے شہاب ثاقبہ ہر سُو بکھر گئے
وہ عظمت توحید کا تھا پاسبان بھی
تنویر اس میں جلوہ گر غارِ حرا کی تھی
تصویر جیتی جاگتی زندہ خدا کی تھی

محمود تھا ہر گردش تقدیر سے بلند
ہر ورطہ و گرداب کی زنجیر سے بلند
دکھلاؤں کس طرح سے اس کا نقش کھینچ کر
جب وہ مرے تصوّر تصویر سے بلند
تقدیرگر کے ہاتھ میں ہردم تھا اس کا ہاتھ
تائید ایزدی سدا رہتی تھی ساتھ ساتھ

مجھ کو خدائے زندہ و موجود کی قسم
اعداء میں اس گھرے ہوئے محمودؓ کی قسم
خاک جبیں کا عرش بریں سے ملاپ تھا
اے چشم بینا! ساجد و مسجود کی قسم
اس کی دعا سے سینکڑوں دشمن تبہ ہوئے
رشک قمر کے سامنے وہ رُوسیہ ہوئے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

16th March 2012 – 22nd March 2012

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 16th March 2012

00:15 MTA World News
00:35 Tilawat
00:45 Japanese Service
01:10 Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
01:50 Liqa Ma'al Arab: rec. on 4th April 1996
03:05 Tarjamatul Qur'an class: rec. 2nd November 1995
04:15 Jalsa Salana Germany: address delivered by Huzoor at the Tabligh Seminar on 25th June 2011
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
08:10 Siraiki Service
09:10 Rah-e-Huda
10:45 Indonesian Service
11:45 Tilawat
12:00 Spotlight
13:00 Live Friday Sermon: delivered by Huzoor
14:05 Dars-e-Hadith
14:20 Bengali Service
15:25 Real Talk: a programme exploring social issues affecting today's youth
16:30 Friday Sermon [R]
18:00 MTA World News
18:30 Jalsa Salana Germany: concluding address delivered by Huzoor on 26th June 2011
19:30 Yassarnal Qur'an
20:00 Fiq'ahi Masa'il
20:30 Friday Sermon [R]
22:00 Insight: recent news in the field of science
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday 17th March 2012

00:00 MTA World News
00:30 Tilawat
00:40 International Jama'at News
01:10 Liqa Ma'al Arab: rec. on 9th April 1996
02:15 Fiq'ahi Masa'il
02:45 Friday Sermon: rec. on 16th March 2012
03:55 Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw)
04:25 Rah-e-Huda: rec. on 3rd March 2012
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:05 Al-Tarteel
07:40 Jalsa Salana UK: opening address delivered by Huzoor on 22nd July 2011
08:45 Question and Answer Session: recorded on 21st May 1995. Part 2
09:35 Friday Sermon [R]
10:50 Indonesian Service
12:00 Tilawat
12:15 Story Time: Islamic stories for children
12:30 Let's Find Out
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
14:05 Bengali Service
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:20 Live Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:30 Faith Matters: question and answer session on matters regarding faith and religion
20:30 International Jama'at News
21:05 Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Sunday 18th March 2012

00:00 MTA World News
00:20 Friday Sermon: rec. on 16th March 2012
01:30 Tilawat
01:45 Liqa Ma'al Arab: rec. on 10th April 1996
02:55 Dars-e-Hadith
03:15 Friday Sermon [R]
04:25 Story Time: Islamic stories for children
04:45 Yassarnal Qur'an
05:00 Faith Matters
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Yassarnal Qur'an
06:45 Beacon of Truth
07:50 Faith Matters
09:00 Jalsa Salana UK: address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gah on 23rd July 2011
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 22nd April 2011
12:15 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40 Story Time: Islamic stories for children
13:00 Bengali Service
14:00 Friday Sermon [R]
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:20 Faith Matters [R]
17:30 Al-Tarteel
18:00 MTA World News
18:30 Beacon of Truth [R]
19:35 Real Talk
20:40 Hotel de Glace
21:15 Jalsa Salana UK [R]
22:20 Friday Sermon [R]
23:30 Ashab-e-Ahmad

Monday 19th March 2012

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat
00:30 Yassarnal Qur'an
00:50 International Jama'at News
01:25 Liqa Ma'al Arab: rec. on 11th April 1996
02:30 Hotel de Glace
03:05 Friday Sermon: rec. on 16th March 2012
04:25 Ashab-e-Ahmad
04:55 Faith Matters
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:05 Adaab-e-Zindagi
07:40 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 24th November 1997
10:15 Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 30th December 2011
11:15 Jalsa Salana Speeches
12:00 Tilawat
12:20 International Jama'at News
13:00 Bengali Service
14:00 Friday Sermon: rec. on 2nd June 2006
15:10 Jalsa Salana Speeches [R]
16:00 Dars-e-Hadith
16:20 Rah-e-Huda: rec. on 17th March 2012
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service: Sabeel-ul-Huda
19:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th April 1996
20:40 International Jama'at News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:10 Jalsa Salana Speeches [R]
22:50 Friday Sermon [R]

Tuesday 20th March 2012

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat
00:30 Adaab-e-Zindagi
01:00 Insight: recent news in the field of science
01:25 Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th April 1996
02:30 Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 24th November 1997
03:35 Jalsa Musleh Ma'ood
05:00 Jalsa Salana UK: address delivered by Huzoor on 23rd July 2011
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Insight: recent news in the field of science
07:00 Home and Garden: roses
07:25 Yassarnal Qur'an
08:00 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
09:00 Question and Answer Session: recorded on 9th July 1995. Part 1
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 25th March 2011
12:05 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:15 Dars-e-Malfoozat
12:30 Insight: recent news in the field of science.
13:00 Bengali Service
14:00 Jalsa Salana UK: concluding address delivered by Huzoor on 24th July 2011
15:05 Yassarnal Qur'an
15:25 Guftugu
16:00 Home and Garden
16:25 Rah-e-Huda: rec. on 17th March 2012
18:00 MTA World News
18:30 Beacon of Truth
19:35 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 16th March 2012
20:35 Insight: recent news in the field of science
20:45 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
21:55 Jalsa Salana UK [R]
23:00 Real Talk

Wednesday 21st March 2012

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50 Al-Tarteel
01:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd May 1996
02:35 Learning Arabic: a programme teaching how to read, write and speak Arabic
03:05 Food for Thought: diabetes
03:45 Question and Answer Session: recorded on 9th July 1995. Part 1
04:50 Jalsa Salana UK: concluding address delivered by Huzoor on 24th July 2011
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:45 Pakistan in Perspective
07:20 Dua-e-Mustaja'ab
07:50 Yassarnal Qur'an
08:05 Children's class with Huzoor
09:05 Question and Answer Session: Urdu session, recorded on 25th October 1996. Part 1
10:15 Indonesian Service
11:15 Swahili Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: rec. on 16th June 2006
14:00 Bengali Service
15:05 Children's class [R]
16:05 Dua-e-Mustaja'ab [R]
16:35 Fiq'ahi Masa'il
17:15 Pakistan in Perspective [R]
18:00 MTA World News
18:20 Question and Answer Session [R]
19:30 Real Talk
20:45 Al-Tarteel [R]
21:15 Fiq'ahi Masa'il [R]
21:50 Children's class [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Thursday 22nd March 2012

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00 Fiq'ahi Masa'il
01:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 7th May 1996
02:30 Pakistan in Perspective
03:05 Real Talk
04:05 Al-Tarteel
04:35 Dua-e-Mustaja'ab
05:00 Friday Sermon: rec. on 16th June 2006
06:00 Tilawat
06:10 Beacon of Truth
07:00 Safar-e-Hayat
08:05 Faith Matters
09:10 Spotlight
10:00 Indonesian Service
11:05 Pushto Service
11:50 Tilawat
12:15 Yassarnal Qur'an
12:35 Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 16th March 2012
14:05 Tarjamatul Qur'an class: rec. 9th November 1995
15:20 Spotlight [R]
16:10 Faith Matters
18:00 MTA World News
18:25 Lajna Imaillah Germany Ijtema: concluding address delievered by Huzoor, on 17th September 2011
19:55 Safar-e-Hayat [R]
20:55 Faith Matters [R]
21:55 Beacon of Truth [R]
23:00 Tarjamatul Qur'an class [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 09 March , 2012 | Issue No. 10

آپ لوگ جو کہنے کو تو آج بچے ہیں لیکن آپ کے چہروں میں مجھے آئندہ کے، مستقبل کے لیڈر نظر آ رہے ہیں۔ جماعت کو سنبھالنے والے وہ عہدیدار نظر آ رہے ہیں جنہوں نے انشاء اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر جماعت کی ترقی میں کردار ادا کرنا ہے۔ پس آپ لوگ اپنی اس اہمیت کو سمجھیں۔

اس چیز کو ہمیشہ اپنے ذہنوں میں رکھیں کہ آپ احمدی بچے ہیں اور آپ نے دوسروں سے مختلف ہونا ہے۔ آپ نے اپنے ہر کام میں دوسروں سے اچھا ہونا اور اپنے آپ کو اچھا ثابت کرنا ہے۔ ہر کام میں آپ نے آگے بڑھنا ہے۔ ہر احمدی بچہ جو ہے وہ اسکول میں پوزیشن لینے والا ہونا چاہئے۔ پڑھائی کی طرف توجہ دینے والا ہونا چاہئے۔

نمازوں کی طرف توجہ دیں۔ اپنے اخلاق کی طرف توجہ دیں۔ قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ دیں۔ اپنی اسکول کی پڑھائی کی طرف توجہ دیں۔ بڑوں کے ادب کی طرف توجہ دیں۔ اور آپس میں بچے بھی ایک دوسرے سے پیار اور محبت سے رہنا سیکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

مجلس اطفال الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کے موقع پر مورخہ 16 ستمبر 2011ء کو بمقام باد کروز ناخ (Bad Kreuznach) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

صدر صاحب خدام الاحمدیہ جرمنی کی خواہش کے مطابق مَیں آج اس وقت آپ سے مخاطب ہوں۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے شاید پہلی دفعہ اطفال الاحمدیہ جرمنی سے اجتماع پہ اس طرح براہِ راست مخاطب ہوں۔ بہرحال اطفال الاحمدیہ جماعت احمدیہ کی ایک ایسی تنظیم ہے جس پر مستقبل کا انحصار ہے۔ آج کے بچے کل کے نوجوان اور قوم کے راہنما ہوتے ہیں۔ پس اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جب مختلف تنظیمیں قائم فرمائیں تو خدام الاحمدیہ سے نیچے بچوں کی بھی ایک تنظیم قائم فرمائی جو اطفال الاحمدیہ کے نام سے جانی جاتی ہے۔ اس میں اطفال کے بھی دو معیار، ایک صغیر اور ایک کبیر ہیں۔ ایک سات سے دس یا بارہ سال کی عمر کے بچے اور ایک بارہ سے پندرہ سال کی عمر کے بچے اور پھر اس کے بعد آگے خدام الاحمدیہ ہے۔ پس اطفال الاحمدیہ ایک بہت اہم تنظیم ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جب تمام تنظیمیں قائم فرمائیں تو ان کے سامنے یہ بات تھی کہ قوم کا، جماعت کا ہر بچہ، جوان، بوڑھا، عورت، مرد اس قابل ہو جائے کہ وہ جماعت کی ذمہ داریوں کو سنبھال سکے۔ جماعت کے جو مقاصد ہیں ان کو پورا کرنے والا بنے۔ بہت سارے بچے جو دس بارہ سال سے اوپر کی عمر کے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوش میں ہیں اور جانتے ہیں کہ کیا اچھا ہے، کیا برا ہے۔ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ سکتے ہیں اور آج کل جو سکولوں میں تعلیم دی جاتی ہے اس نے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی ذہنوں کو روشن کر دیا ہے۔ پس آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آگے جا کے جماعت کے کام سنبھالنے ہیں۔ ابھی آپ نے نظم سنی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

وہ گزر گئے۔ ہمارے بزرگ چلے گئے۔ موجودہ قیادت جو ہے اس نے بھی چلے جانا ہے۔ پھر جو ترقی کرنے والی قومیں ہوتی ہیں، ترقی کرنے والی جماعتیں ہوتی ہیں وہ ایک نسل کے چلے جانے کے بعد وہیں کھڑی نہیں ہو جایا کرتیں بلکہ ان کے قدم آگے بڑھتے ہیں۔ اور وہ قدم آگے نہیں بڑھ سکتے جب تک بچے اپنی ذمہ داریاں نہیں سمجھتے، جب تک بارہ سال کی عمر کے بچے، تیرہ سال کی عمر کے بچے، دس سال کی عمر کے بچے اپنے مقصد کو نہیں سمجھتے۔

پس آپ لوگ جو کہنے کو تو آج بچے ہیں لیکن آپ کے چہروں میں مجھے آئندہ کے مستقبل کے لیڈر نظر آ رہے ہیں۔ جماعت کو سنبھالنے والے وہ عہدے دار نظر آ رہے ہیں جنہوں نے انشاء اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر جماعت کی ترقی میں کردار ادا کرنا ہے۔ پس آپ لوگ اپنی اس اہمیت کو سمجھیں اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ کوئی احمدی بچہ، کوئی احمدی طفل اس لئے پیدا نہیں کیا گیا کہ اس کی زندگی کا کوئی مقصد نہیں۔ اس کی زندگی کا ایک مقصد ہے۔ ہر انسان جو دنیا میں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی زندگی کا ایک مقصد رکھا ہے اور سب سے بڑا مقصد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صحیح بندے بن کے رہو۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کرو۔ پس آپ لوگ ابھی سے اس بات کو سمجھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ مستقبل میں جماعت کی ترقی کے لئے، جماعت کی قیادت کے لئے بھی، ملک کی ترقی کے لئے بھی، ملک کی قیادت کے لئے بھی اپنا کردار ادا کر سکیں گے۔

پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ عموماً بچے دس بارہ سال، تیرہ سال، چودہ سال کی عمر تک جماعت سے بڑا تعلق رکھتے ہیں۔ مجالس سے تعلق رکھتے ہیں۔ اجلاسوں میں بھی آتے ہیں۔ ڈیوٹیاں بھی دیتے ہیں لیکن بہت سے ماں باپ مجھے لکھتے ہیں کہ پتا نہیں ہمارے بچے کو کیا ہوا ہے۔ پندرہ سال کی عمر کو پہنچا ہے، سولہ سال کی عمر کو پہنچا ہے۔ سکول جانے لگا ہے اور باہر کے لڑکوں سے دوستی ہونے لگی ہے تو نہ اب نمازوں کی طرف توجہ ہے، نہ مجلس کے کاموں کی طرف توجہ ہے، نہ گھر میں ماں باپ کا کہنا ماننے کی طرف توجہ ہے۔ ماں باپ کا تو جو قصور ہے وہ ہوگا ہی لیکن بچوں کو تو اس لئے بھی یہ یاد رکھنا چاہئے کہ آپ لوگ اگر ان باتوں پر عمل نہیں کریں گے تو آئندہ جماعت کی جو قیادت ہے، جماعت کی جو لیڈر شپ ہے اس کو کس طرح سنبھالیں گے۔ پس ہر بچہ جو اب بارہ سال کی عمر کو پہنچا ہوا ہے، دس سال کی عمر کو پہنچا ہوا ہے، ہوش و حواس میں ہے اس کو یہ یاد رکھنا چاہئے اور خاص طور پہ جب آپ پندرہ سال کی عمر کو پہنچتے ہیں اور خدام الاحمدیہ میں داخل ہوتے ہیں تو اس وقت یہ یاد رکھیں کہ آپ کی جو preferences ہیں، جو ترجیحات ہیں وہ بدل نہیں جاتیں۔ اب بھی آپ کا وہی کام ہے کہ جماعت کیساتھ پختہ تعلق رکھیں۔ اطفال الاحمدیہ کیساتھ پختہ تعلق رکھیں۔ اپنے ماں باپ اور گھر والوں کیساتھ ایک ایسا تعلق رکھیں جس سے پتہ لگے کہ احمدی بچے اور غیر احمدی بچے میں یہ فرق ہے۔ بہت سارے بچے ہیں (مَیں تو اکثر پوچھتا رہتا ہوں) جو انٹرنیٹ اور ٹی۔وی کا استعمال بہت زیادہ کرنے لگ گئے ہیں۔ ٹی۔وی پر کارٹون دیکھنا ہے تو اگر کوئی شریفانہ کارٹون (خیر کارٹون تو شریفانہ ہی ہوتے ہیں) آ رہے ہیں تو دیکھیں لیکن ایک گھنٹہ، آدھا گھنٹہ، پونا گھنٹہ۔ کوئی تھوڑا سا معیّن وقت ہونا چاہئے۔ یہ نہیں ہے کہ ہفتہ اتوار جو چھٹی کا دن ہے اس میں صبح سے بیٹھے تو شام ہو گئی اور شام سے بیٹھے تو رات بارہ بج گئے اور ماں کہہ رہی ہے کہ آؤ بچو کھانا کھا لو لیکن کوئی پرواہ نہیں۔ یہ کام کر دو تو کوئی پرواہ نہیں۔ اور ٹی وی کے سامنے بیٹھے ہوئے دیکھتے چلے جا رہے ہیں۔ ایک craze جس کو کہتے ہیں ناں انگلش میں وہ ہو گیا ہے اور دماغ ایسا بالکل ہی خراب ہو جاتا ہے کہ صبح سے شام تک یہی حال رہتا ہے۔ اسی طرح چودہ پندرہ سال کی عمر میں بچوں نے انٹرنیٹ پہ بیٹھنا شروع کر دیا ہے اور اگر انٹرنیٹ کا ماں باپ کو علم نہیں اور صحیح طرح سے بعض sites لاک نہیں کی ہوئیں تو وہ غلط جگہوں پہ بھی چلے جاتے ہیں۔ پھر ساری تربیت جو چودہ پندرہ سال تک ماں باپ نے بھی اور جماعت نے بھی اور ذیلی تنظیم نے بھی کی ہوتی ہے وہ ساری تربیت ضائع ہو جاتی ہے۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر بڑے کوئی بات آپ کو کہتے ہیں تو آپ کے فائدے کے لئے، آپ کی ہمدردی کے لئے کہتے ہیں۔ آپ کے نقصان کے لئے نہیں کہتے۔ یہ نہ سمجھیں کہ اس ملک میں آزادی ہے تو ہم جو مرضی چاہے کریں۔ ہم اب چودہ سال کے، پندرہ سال کے ہو گئے ہیں، ہم پڑھے لکھے ہیں ہمارے والدین کو کیا پتا؟ ان کی تو تعلیم ہی کوئی نہیں۔ گو وہ نسل بھی اب ختم ہو رہی ہے بلکہ اکثر کے ماں باپ جو پچھلے اٹھائیس تیس سال سے یہاں رہ رہے ہیں وہ پڑھے لکھے ہی ہیں لیکن تب بھی نئی نسل کو اور نوجوانوں کو جب teenage پہ آتے ہیں تو ایک وہم ہوتا ہے کہ شاید ہم عقلمند ہیں۔ باقی سب دنیا بیوقوف ہے۔ حالانکہ بیوقوف وہ ہے جو اچھی باتوں کو سن کے اس پر عمل نہیں کرتا۔ بڑوں کی نصیحت پہ عمل نہیں کرتا۔ بڑے ہمیشہ بات کریں گے تو آپ کے فائدے کے لئے کریں گے۔ جو نئی ریسرچ ہو رہی ہے اس میں اب تو یہ ثابت شدہ بات ہو گئی ہے کہ آپ لوگ جو مستقل ٹی وی کے سامنے بیٹھے رہتے ہیں، انٹرنیٹ کے سامنے گھنٹوں بیٹھے رہتے ہیں تو اس کا نہ صرف آپ کی آنکھوں پہ اثر ہو رہا ہے بلکہ دماغ پہ بھی اثر ہو رہا ہے اور بعض لوگ تو بعض دفعہ دماغی لحاظ سے بالکل ہی مفلوج ہو جاتے ہیں۔ پس اگر بعض باتوں سے روکا جاتا ہے تو رکیں اور انٹرنیٹ پر اگر دیکھنا ہے تو کوئی فائدے کی چیز، کوئی علمی چیز اگر ہے تو وہ پروگرام دیکھیں جیسے انسائیکلو پیڈیا ہے، معلومات ہیں لیکن ہر

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں